بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۝ (1)

كِتَابُ الْبُيُوْع

سوال:۔

بیع کب منعقد ہوتی ہے؟

جواب:۔

بیع ماضی کے لفظوں کے ساتھ ایجاب و قبول سے منعقد ہو جاتی ہے

مثلاً عاقدین میں سے کوئی ایک کہے بِعْتُ اور دوسرا کہے اشْتَرَیْتُ ۔

دلیل:۔

کیونکہ بیع تصرف کے انشاء کے لیے ہوتی ہے اور انشاء کو شرع کے ذریعے جانا جاتا ہے اور جو کلمہ لغت کے اعتبار سے خبر دینے کے لیے وضع کیا گیا ہو اس کو شرعاً انشاء کے لیے استعمال کیا جاسکتا ہے لہٰذا ماضی کے لفظوں کے ساتھ بیع منعقد ہو جائے گی۔

بخلاف:۔ اس صورت کے جب دونوں لفظوں میں سے ایک ماضی کا ہو اور ایک مستقبل کا اس کے ساتھ بیع منعقد نہیں ہوگی بخلاف نکاح کے کیونکہ نکاح ماضی اور مستقبل کے لفظوں کے ساتھ منعقد ہو جاتا ہے۔

سوال:۔

رَضِیْتُ بِکَذَا ، اَعْطَیْتُکَ بِکَذَا

(2)

اور خُذہٗ بِکَذَا مذکورہ الفاظ کا کیا حکم ہے ان کے ساتھ بیع منعقد ہوگی یا نہیں؟

جواب:-

مذکورہ تمام الفاظ عاقدین کے بعث اور اشتریت کے حکم میں ہے یعنی ان سے بیع ہو جائے گی۔

دلیل:

کیونکہ مذکورہ الفاظ بعث کا معنی ادا کرتے ہیں اور ان عقود میں معنی ہی معتبر ہوتا ہے لہذا بیع منعقد ہو جائے گی۔

اسی وجہ سے تو عمدہ اور گھٹیا چیزوں میں تعاطی کے ساتھ بیع منعقد ہو جاتی ہے۔ کیونکہ عاقدین کی باہمی رضامندی متحقق ہوتی ہے اور یہی مقصود ہے۔

سوال:- خیار قبول کسے کہتے ہیں؟

جواب:- جب عاقدین میں سے کوئی ایک بیع کا ایجاب کرے تو دوسرے کو اختیار ہے چاہے تو مجلس کے اندر اس کو قبول کرے چاہے تو رد کر دے اس کو خیار قبول کہتے ہیں۔

سوال:- خیار قبول کیوں ضروری ہوتا ہے؟

جواب:- خیار قبول اس وجہ سے ضروری ہوتا ہے کہ اگر صد مقابل کو خیار نہ دیا جائے تو اس کی رضامندی کے بغیر اس پر عقد کو لازم کرنا ہوگا اور یہ

Scanned with CamScanner

درست نہیں لہذا اس وجہ سے مدمقابل کو خیار
قبول دیا جائے گا۔

سوال: دوسرے کے قبول کرنے سے پہلے پہلے موجب اپنے
ایجاب سے رجوع کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: دوسرے کے قبول کرنے سے پہلے پہلے موجب اپنے
ایجاب سے رجوع کر سکتا ہے۔
کیونکہ جب حکم کا فائدہ دوسرے کے قبول کیے بغیر
حاصل نہیں ہو سکتا تو غیر کے حق کو باطل کرنے سے
خالی ہونے کی وجہ سے موجب اپنے ایجاب سے
رجوع کر سکتا ہے۔

سوال: خیار قبول کا حق کب تک حاصل ہے؟

جواب: خیار قبول کو مجلس کے آخر تک کھینچا جائے گا
کیونکہ مجلس بہت سارے متفرقات کو جمع
کرنے والی ہوتی ہے لہذا اس کی تمام ساعتوں
کو ایک ساعت ہی شمار کیا جائے گا اور تنگی کو
دور کرنے اور آسانی کو متحقق کرنے کے لیے خیار کو
مجلس کے آخر تک کھینچا جائے گا۔

سوال: خط یا قاصد کے ذریعے ایجاب کیا گیا تو کیا
حکم ہے؟

جواب: خط اور قاصد خطاب ہی کے حکم میں ہے یعنی جس
مجلس میں خط پہنچا یا قاصد آیا تو اسی مجلس
کے آخر تک قبول کرنے کا اختیار ہو گا۔

سوال: بعض مبیع یا بعض ثمن کے ذریعے مشتری کی قبول

کرسکتا ہے یا نہیں؟

جواب:۔ مشتری بعض مبیع یا پھر بعض ثمن کے ذریعے مبیع کو قبول نہیں کر سکتا۔

تفرق صفقہ کی وجہ سے دوسرے کی عدم رضا ہونے کی وجہ سے بعض مبیع کو قبول کرنا درست نہیں۔

ہاں اگر بائع تمام چیزوں کا الگ الگ ریٹ بتا دے تو پھر بعض مبیع کو قبول کیا جا سکتا ہے کیونکہ اس وقت وہ بہت سارے صفقات ہوتے ہیں۔

سوال:۔ اگر قبول کرنے سے پہلے عاقدین میں سے کوئی کھڑا ہو گیا تو حکم ہے؟

جواب:۔ اگر قبول کرنے سے پہلے عاقدین میں سے کوئی کھڑا ہو گیا تو ایجاب باطل ہو جائے گا۔

کیونکہ کھڑا ہونا اس ایجاب سے اعراض اور رجوع کرنا ہے لہذا ایجاب باطل ہو جائے گا۔

سوال:۔ اگر ایجاب اور قبول دونوں ہی ہو جائیں تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اگر ایجاب اور قبول دونوں ہی حاصل ہو جائیں تو بیع لازم ہو جائے گی اور دونوں میں سے کسی کو بھی اختیار نہیں ہو گا علاوہ کسی عیب یا عدم رؤیت کی وجہ سے۔

شوافع کا موقف:۔

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ان دونوں میں سے ہر ایک کو خیار مجلس حاصل ہو گا

(5)

شوافع کی دلیل:

حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

المتبایعان بالخیار ما لم یتفرقا

احناف کی دلیل:

ہماری دلیل یہ ہے کہ اگر ہم دونوں میں سے کسی کو بھی اختیار دے دیں گے تو وہ بیع کو فسخ بھی کر سکتا ہے اور بیع کو فسخ کرنے سے غیر کا حق باطل ہو گا جو کہ درست نہیں لہذا اس وجہ سے دونوں میں سے کسی کو بھی اختیار نہیں ہو گا۔

شوافع کی دلیل کا رد:

ان کی بیان کردہ حدیث پاک کے دو جواب ہیں۔

1: حدیث کو خیار قبول پر محمول کیا جائے گا حدیث میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے۔
وہ اس طرح کہ عاقدین بیع کرتے وقت ہی متبایعان ہوتے ہیں اس کے بعد نہیں لہذا حدیث کو خیار قبول پر محمول کیا جائے گا۔

2: حدیث پاک خیار قبول کا بھی احتمال رکھتی ہے لہذا حدیث کو اسی پر محمول کیا جائے گا اور تفرق سے مراد تفرق اقوال ہے۔

سوال: اگر عوض کی طرف اشارہ کر دیا تو اس کی مقدار کو جاننا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: اگر عوض کی طرف اشارہ کر دیا تو بیع کے جائز ہونے کے لیے اس کی مقدار کو جاننا ضروری

نہیں.
کیونکہ اشارے کے ذریعے جو معرفت ہوتی ہے
وہ کافی ہے.
اور وصف کی جو جہالت ہے وہ جھگڑے کی
طرف نہیں لے جاتی لہذا بیع جائز ہو جائے گی.

سوال: اگر کسی نے بیع میں ثمن کو مطلق رکھا تو کیا
حکم ہے؟

جواب: اگر کسی نے بیع میں ثمن کو مطلق رکھا تو یہ
درست نہیں ہے یہاں تک کہ اس ثمن کی مقدار
اور صفت معلوم ہو جائے.
کیونکہ عقد میں قبضہ لینا اور دینا واجب ہوتا
ہے اور ثمن کو مطلق رکھنے کی جہالت [illegible]
جھگڑے کی طرف لے جانے والی ہے اور قبضہ دینے
سے روکنے والی ہے
اور ہر وہ جہالت جو اس صفت پر ہو وہ
بیع سے مانع ہوتی ہے. لہذا ثمن کو مطلق
رکھنا درست نہیں.

سوال: ثمن کو فوراً ادا کرنا ضروری ہے یا ادھار بھی
کر سکتے ہیں؟

جواب: ثمن کو فوراً بھی ادا کر سکتے ہیں اور معلوم مدت
تک ادھار بھی کر سکتے ہیں اگر مدت معلوم نہ
ہو تو پھر ادھار کرنا درست نہیں.

Scanned with CamScanner

ادھار کے جائز ہونے کی دلیل:-

کیونکہ اللہ عزوجل کا فرمان مطلق ہے
"و احل اللہ البیع"

اسی طرح حدیث پاک میں بھی ہے کہ
حضور علیہ السلام نے ایک یہودی سے معلوم مدت
تک ادھار پر کھانا خریدا اور اس کے پاس اپنا ذرع
گروی رکھا۔

اعتراض:-
جب ادھار جائز ہے تو پھر مدت کا معلوم
ہونا کیوں ضروری ہے؟

جواب:-
مدت معلوم ہونا اس وجہ سے ضروری ہے
کہ اگر مدت معلوم نہ ہو گی تو جہالت ہوگی
اور وہ جہالت عقد کے ذریعے واجب ہونے والے
قبضہ دینے سے مانع ہوگی کیونکہ بائع رقم کو
جلدی ادا کرنے کا مطالبہ کرے گا اور مشتری
لیٹ ادا کرنے کا کہے گا جس کی وجہ سے جھگڑا
ہو سکتا ہے لہٰذا ادھار کے لیے مدت کا
معلوم ہونا ضروری ہے۔

ا:- اگر کسی بندے نے بیع میں ثمن کو مطلق رکھا
تو پھر کیا حکم ہے یعنی کرنسی متعین نہ کی؟

ب:- اگر کسی نے بیع میں ثمن کو مطلق رکھا تو
ثمن کو اس شہر کی غالب نقدی کی طرف

پھیرا جائے گا.

کیونکہ یہ متعارف ہے اور مسلمان کا قول مناکی لذا یہ اس وجہ سے ثمن کو غالب نقدی کی طرف پھیرا جائے گا.

سوال: اگر اس شہر میں نقدی مختلف ہوں تو پھر کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اس شہر میں نقدی مختلف ہو تو بیع فاسد ہو جائے گی یہاں تک کہ کسی ایک کو بیان کر دیا جائے یہ اس وقت ہے جب تمام نقدی رائج ہوں.

کیونکہ یہ ایسی جہالت ہے جو جھگڑے کی طرف لے جانے والی ہے اگر کسی کو معین کر دیا تو پھر جہالت ختم ہو جائے گی اور جھگڑا بھی نہیں ہوگا

سوال: کھانے اور دانے کی بیع ماپ کر اور اندازے سے کرنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: کھانے اور دانوں کی بیع ماپ کر اور اندازے کے ساتھ اس وقت جائز ہے جب جنس مختلف ہو

کیونکہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا

کہ اِذَا اخْتَلَفَ النَّوْعَانِ فَبِيعُوا كَيْفَ شِئْتُم بَعْدَ اَنْ تَكُونَ يَدًا بِيَدٍ کہ

اور دوسری دلیل یہ ہے کہ ماپ کر یا اندازے سے دینے میں جو جہالت ہے وہ تسلیم اور تسلم سے مانع نہیں ہے لہذا یہ جہالت قیمت کے مشابہ

ہو جائے گی ۔

ف: اس صورت کہ جب اس کو ہم جنس کے مقابلے میں ماپ کر یا انداز سے بیچنے کی یعنی ہم جنس کے ساتھ بیع نہیں کر سکتے کیونکہ اس میں سود کا احتمال ہے

سوال: ایسا معین برتن یا پتھر جس کی مقدار معلوم نہ ہو اس کے ساتھ بیع کرنے کا کیا حکم ہے؟

ب: ایسا معین برتن یا پتھر جس کی مقدار معلوم نہ ہو اس کے ساتھ بیع کرنا جائز ہے۔
کیونکہ یہ ایسی جہالت ہے جو جھگڑے کی طرف نہیں لے جاتی
لیکن اس صورت میں قبضہ دینے میں جلدی کی جائے کیونکہ اس برتن یا پتھر کے ہلاک ہونے کا خوف ہے۔

ف: بیع سلم کے یعنی بیع سلم میں اس طرح بیع نہیں کر سکتے کیونکہ اس میں قبضہ دیر سے دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے جھگڑا ہو سکتا ہے۔

سوال: اگر کسی شخص نے کھانے کے ڈھیر کو یوں لیکر بیچا کہ ہر قفیز ایک درھم کے بدلے میں تو بیع کا کیا حکم ہے اختلاف آئمہ تحریر کریں؟

ب: امام اعظم علیہ الرحمہ کا موقف:-
امام اعظم علیہ الرحمہ کا موقف یہ ہے کہ صرف ایک قفیز کی بیع جائز ہو گی ہاں اگر بائع تمام

قفیزوں کو مسمی کر دے تو پھر تمام قفیزوں کی بیع جائز ہے۔

صاحبین کا موقف:

صاحبین کا موقف یہ ہے کہ تمام قفیزوں کو مسمی کرے یا نہ کرے دونوں صورتوں میں بیع جائز ہے

امام اعظم علیہ الرحمہ کی دلیل:

مبیع اور ثمن کے مجہول ہونے کی وجہ سے بیع کو کل کی طرف پھیرنا متعذر ہے لہذا بیع کو اقل کی طرف پھیرا جائے گا اور اقل معلوم ہے لہذا ایک قفیز کی بیع ہوگی۔

اگر تمام قفیزوں کو مسمی کرے یا اس مجلس میں ڈھیر کو ماپ لینے کے ساتھ جہالت کو دور کر دیا تو پھر بیع ہو جائے گی۔

یہ مسئلہ اسی طرح ہے جیسے اگر کسی نے کہا کہ فلاں کے لیے مجھ پر کل درھم ہے تو اس پر بالاجماع ایک ہی درھم واجب ہوگا لہذا اس مسئلہ میں بھی ایک قفیز ہی کی بیع ہوگی۔

صاحبین کی دلیل:

صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ یہ ایسی جہالت ہے جس کو دور کرنا عاقدین کے ہاتھ میں ہے یہ وہ جہالت ~~جو~~ جس کو زائل کرنا عاقدین کے ہاتھ میں ہو جو جہالت بیع سے مانع نہیں ہوتی لہذا تمام ڈھیر

بیع منعقد ہو جائے گی۔

اور یہ ایسے ہی ہے جیسے کسی نے دو غلام بیچے اور
مشتری کو اختیار دے دیا کہ جو چاہے لے لو۔

فائدہ:۔

جب امام اعظم کے نزدیک ایک قفیز کی بیع ہوگی
تو تفریق صفقہ کی وجہ سے مشتری کو اختیار رہے گا چاہے
تو وہ لے لے چاہے رد کرے۔
اسی طرح اگر تمام قفیزوں کو مسمی کر دیا یا پھر
اسی مجلس میں غلہ کو ناپ لیا تو پھر بھی مشتری
کو اختیار رہو گا کہ چاہے تو وہ لے لے چاہے تو چھوڑ دے
کیونکہ پہلے اس کو وزن معلوم نہ تھا۔ یہ اسی طرح
ہے جیسے کسی چیز کو بغیر دیکھے اس کی بیع کرنا۔

ل:۔ اگر کسی شخص نے بکریوں کے جھنڈ کو اس طرح
بیچا کہ ہر بکری ایک درھم کے بدلے میں ہے تو کیا
حکم ہے یا پھر کپڑے کو اس طرح بیچا کہ ہر گز ایک
درھم کے بدلے میں لیکن تمام گزوں کو بیان نہیں کیا
تو بیع کا کیا حکم ہے؟

ب:۔ امام اعظم علیہ الرحمہ کا موقف:۔

امام صاحب کا موقف یہ ہے کہ تمام کی تمام بکریوں
اور تمام کے تمام گزوں میں بیع فاسد ہے اور یہ حکم
ہر اس چیز کا جو معدود اور متفاوت ہو۔

صاحبین کا موقف مع دلیل:۔

صاحبین کا موقف یہ ہے کہ تمام کی تمام بکریوں

Scanned with CamScanner

اور تمام گزوں میں بیع جائز ہے۔
کیونکہ اس طرح بیع کرنے میں جو جہالت ہے اس کو دور کرنا ان کے ہاتھ میں ہے لہذا یہ جہالت جھگڑے کی طرف نہیں لے کر جائے گی۔

امام اعظم علیہ الرحمہ کی دلیل:

امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ پچھلے مسئلہ میں ثمن اور مبیع کے مجہول ہونے کی وجہ سے بیع کو کل کی طرف پھیرنا متعذر تھا اس وجہ سے ایک قفیز کی بیع کی طرف حکم کو پھیر دیا لیکن اس مسئلہ میں ایک بکری یا ایک گز کی طرف بیع کو پھیرنا جائز نہیں ہے کیونکہ گز اور بکری متفاوت ہوتی ہے جس کی وجہ سے عاقدین میں جھگڑا ہو سکتا ہے جبکہ پچھلے مسئلہ میں قفیز متفاوت نہیں تھے جس کی وجہ سے جھگڑا بھی نہیں ہو سکتا تھا

پس دونوں مسئلوں میں فرق واضح ہو گیا۔

سوال:- اگر کسی شخص نے گندم کے ڈھیر کو اس طرح خریدا کہ اس میں ۱۰۰ قفیز ہیں اور ہر قفیز ایک درھم کے بدلے میں لیکن بعد میں گندم ۱۰۰ قفیز سے کم نکل آئی یا زیادہ نکلی تو بیع کا کیا حکم ہے؟

جواب:- * مذکورہ مسئلہ میں اگر گندم ۱۰۰ قفیز سے کم نکل آئی تو اس صورت میں مشتری کو اختیار دیا جائے گا کہ اگر وہ چاہے تو موجودہ گندم کو اس کے حصے کی رقم دے کر خرید لے ورنہ بیع فسخ کر دے۔

Scanned with CamScanner

دلیل :

مشتری کو اختیار تفریق صفقہ کی وجہ سے دیا جائے گا،
اور قیمت میں کمی اس وجہ سے ہے کہ عقد مکمل
ہونے سے پہلے مشتری موجودہ گندم پر راضی نہیں ہے۔

* دوسری صورت یعنی اگر گندم 100 قفیز سے زیادہ
نکلی تو اس صورت میں جو زیادتی ہے وہ بائع کو
واپس کردی جائے گی
کیونکہ بیع معین مقدار پر واقع ہوئی ہے اور مقدار
وصف نہیں بلکہ اصل ہوتی ہے اور اصل کے مقابلے
میں ثمن ہوتا ہے لہذا اس وجہ سے زیادتی بائع کو دے
دی جائے گی۔

سوال: اگر کسی شخص نے کپڑا اس طرح خریدا کہ 10 گز ہے
اور دس درہم کے بدلے میں یا پھر زمین کو اس طرح
خریدا کہ 100 گز ہے 100 درہم کے بدلے میں پھر اس
کپڑے یا زمین کو زیادہ پایا یا کم نکل آئی
تو دونوں صورتوں میں کیا حکم ہے؟

ج: * مذکورہ مسئلہ میں پہلی صورت میں یعنی اگر کپڑا
یا زمین کم نکلی تو اس صورت میں مشتری
کو اختیار ہوگا اگر چاہے تو تمام رقم کے بدلے
اس کو خریدے یا بیع فسخ کردے۔
کیونکہ کپڑے کے اندر وصف ہوتا ہے اور
وصف کے مقابلے میں رقم نہیں ہوتی بخلاف
پچھلے مسئلہ کے کیونکہ اس میں بیع مقدار

پیدا ہوتی کمی اور مقدار کے مقابلے میں ثمن ہوتا
ہے اس وجہ سے اس مسئلہ میں اس کے حصے کی رقم
کے بدلے خریدنے کا جبکہ اس مسئلہ میں وصف ہے
وصف کے مقابل ثمن نہیں ہوتا تو اسی وجہ یا تو مشتری
کل رقم کے بدلے خریدے یا بیع کو ختم کر دے۔

* دوسری صورت یعنی اگر کپڑا یا زمین زیادہ نکل
آئی تو اس صورت میں جو زیادتی ہوگی وہ مشتری
ہی کی ہوگی کیونکہ یہ وصف ہے اور وصف کے مقابلے
میں ثمن نہیں ہوتا۔

سوال:۔ اگر کوئی شخص کہے کہ میں نے تجھے یہ ۱۰۰ گز کپڑا ۱۰۰ درھم
کے بدلے بیچا اور ہر گز ایک درھم کا ہے پھر
بعد میں مشتری نے کپڑے کو ۱۰۰ گز سے کم یا زیادہ
پایا تو بیع کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ پہلی صورت یعنی اگر مشتری نے ۱۰۰ گز سے کم پایا
تو اس صورت میں حکم یہ ہے کہ اس گزوں کو
ان کے حصے کے ثمن کے بدلے خریدے وگرنہ بیع فاسد
کر دے۔

دلیل:۔ گز اگرچہ وصف ہوتا ہے لیکن جب ہر ہر گز کی
الگ الگ قیمت بیان کر دی جائے تو اس وقت
یہ اصل بن جاتا ہے اور اصل کے بدلے میں قیمت
ہوتی ہے اور چونکہ اس مسئلہ میں ہر ہر گز کی الگ
الگ قیمت بیان کی گئی ہے لہذا اس میں گز اصل
ہے اس وجہ سے کہا کہ ان گزوں کو ان کے حصے

Scanned with CamScanner

کا ثمن دے کر خریدے ۔

کیونکہ اگر وہ گزوں میں کمی کے برابر ثمن کو کم نہیں کرے گا تو وہ ہر گز کو ایک درھم کے بدلے میں خریدنے والا نہیں کہلائے گا ۔

★ اور دوسری صورت یعنی اگر وہ ۱۰۰ گز سے زیادہ پایا تو اس صورت میں مشتری کو اختیار ہے کہ جتنے گز کپڑا زیادہ ہے اس کی بھی رقم ادا کر کے کپڑا خریدے یا پھر بیع کو منسخ کر دے ۔

کیونکہ یہ جو گزوں کی زیادتی ہوتی ہے یہ ثمن کی زیادتی کو لازم ہے لہذا یہ ایسا نفع ہے جو نقصان کے ساتھ ملا ہوا ہے ۔

اور رقم کی زیادتی اس وجہ سے ہے کہ اگر وہ ۱۰۰ سے زیادہ گزوں کو ۱۰۰ درھم کے بدلے ہی خریدے گا تو وہ ہر گز کو ایک درھم کے بدلے میں خریدنے والا نہیں ہو گا ۔

ال: اگر کسی شخص نے گھر یا حمام کے ۱۰۰ گزوں میں سے ۱۰ خریدے تو بیع کا کیا حکم ہے اختلاف آئمہ تحریر کریں؟

اب: امام اعظم علیہ الرحمہ کا مؤقف:

امام اعظم علیہ الرحمہ کا مؤقف یہ ہے کہ بیع فاسد ہے ۔

صاحبین کا مؤقف:

صاحبین کا مؤقف یہ ہے کہ بیع جائز ہے ۔

★ اگر کسی بندے نے ۱۰۰ حصوں میں سے ۱۰ حصے خریدے تو تمام کے نزدیک بیع جائز ہے ۔

صاحبین کی دلیل:

صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ ۱۰۰ گزوں میں سے ۱۰ گز گھر کا دسواں حصہ ہے اور جس طرح دس حصوں کی بیع جائز ہے اسی طرح اس مسئلہ میں ۱۰ گزوں کی بیع بھی جائز ہے۔

امام اعظم علیہ الرحمہ کی دلیل:۔

کیونکہ گز اس چیز کا نام ہے جس سے ماپا جاتا ہے اور اس کو استعارۃً اس کے لیے استعمال کیا جاتا ہے جس کو ماپا گیا اور وہ جس کو ماپا گیا وہ معین تو ہے لیکن مشترک نہیں بخلاف حصوں کے کیونکہ حصے مشترک ہوتے ہیں اس وجہ سے ان میں بیع جائز ہے جبکہ گز معین تو ہیں لیکن مشترک نہیں اس وجہ سے اس میں بیع جائز نہیں کیونکہ یہ جھگڑے کی طرف لے جائے گی۔

فائدہ: جہالت کے باقی ہونے کی وجہ سے امام اعظم کے نزدیک تمام گزوں کے معلوم ہونے یا نہ ہونے میں کوئی فرق نہیں دونوں صورتوں میں بیع فاسد ہے۔

سوال:۔ اگر کسی شخص نے ایک گٹھڑی اس طرح خریدی کہ اس میں دس کپڑے ہیں لیکن بعد میں 9 یا پھر 11 کپڑے نکل آئے تو بیع کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر 9 یا 11 کپڑے نکل آئے تو مبیع اور ثمن کی جہالت کی وجہ سے بیع فاسد ہے۔

ہاں اگر بائع ہر ہر کپڑے کا ثمن ذکر کرے تو پھر اگر 9 کپڑے نکلے تو ان 9 کپڑوں کا ثمن دے کر

وہ بیع کر سکتا ہے۔

لیکن جب اگر ۱۱ گز کپڑا نکلے تو پھر بیع جائز نہیں۔ مبیع کے مجہول ہونے کی وجہ سے۔

بخلاف اس مسئلہ کہ جب کسی شخص نے دو کپڑے اس شرط پر خریدے کہ دونوں ہروی ہوں لیکن ان میں سے ایک مروی نکل آیا تو دونوں میں بیع جائز نہیں کیونکہ اس نے ہروی کی بیع کے لیے مروی کو قبول کرنے کی شرط لگائی ہے اور یہ باطل ہے

س: اگر کسی نے کپڑا اس شرط پر خریدا کہ ۱۰ گز کپڑا ہے اور ہر گز ایک درھم کے بدلے میں ہے لیکن بعد میں وہ کپڑا ½10 یا ½9 گز نکلا تو کیا حکم ہے۔

جواب: امام ابو یوسف کا مؤقف مع دلیل۔

امام ابو یوسف فرماتا ہیں کہ اگر کپڑا ½10 گز نکلا تو ۱۱ درھم دینے ہونگے اور اگر کپڑا ½9 گز نکلا تو ۱۰ درھم دینے ہونگے۔

دلیل: کیونکہ ہر گز ایک کپڑا ہے اور کپڑے وصف میں کمی زیادتی ہے ثمن میں کوئی فرق نہیں پڑتا لہذا جو آدھا گز زیادہ ہے یا کم ہے اس کا بھی ثمن دینا ہوگا۔

امام محمد کا مؤقف مع دلیل۔

امام محمد کا مؤقف یہ ہے کہ اگر کپڑا ½10 گز ہے تو ½10 درھم دینے ہونگے اور اگر ½9 گز کپڑا ہے تو ½9 درھم دینے ہونگے۔

دلیل: ہر گز ہر درھم کے بدلے میں ہے اور آدھا گز آدھے درھم

Scanned with CamScanner

کے بارے میں ہے۔

امام اعظم علیہ الرحمہ کا موقف مع دلیل:

امام اعظم کا موقف یہ ہے کہ اگر کپڑا $10\frac{1}{2}$ گز ہے تو 10 درھم دینے ہونگے اور اگر کپڑا $9\frac{1}{2}$ گز ہے تو 9 درھم دینے ہونگے

دلیل:۔ وصف تب اصل ہوتا ہے جب شرط لگائی ہو اور یہاں پر شرط ایک گز کی لگائی گئی تھی لہذا گز سے کم میں وصف والا حکم ہوگا اور وصف کے مقابلے میں ثمن نہیں ہوتا لہذا اس وجہ سے آدھے گز کا ثمن نہیں دیا جائے گا۔

سوال:۔ اگر کسی شخص نے گھر بیچا تو اس کی عمارت کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اگر کسی شخص نے گھر بیچا تو اس کی عمارت بھی بیع میں داخل ہوگی اگرچہ بائع نے مستثنی نہ کیا ہو۔

دلیل:۔

کیونکہ عرف میں گھر کا نام صحن اور عمارت کو بھی شامل ہوتا ہے لہذا بیع میں عمارت بھی شامل ہوگی۔

کیونکہ عمارت کو گھر کے ساتھ اتصال قرار حاصل ہے لہذا عمارت گھر ہی کے تابع ہوگی۔

اور اصول ہے کہ جو چیز گھر میں عرفاً شمار کی جاتی ہے وہ بیع میں بھی شامل ہوگی اور عمارت کو عرفاً چونکہ گھر میں شمار کیا جاتا ہے لہذا عمارت گھر کی بیع میں داخل ہوگی۔

Scanned with CamScanner

* اسی طرح اگر کسی نے زمین کو ہی بیچا تو اس میں جو بھی درخت ہیں وہ بیع میں شامل ہونگے۔ کیونکہ ان درختوں کو زمین کے ساتھ زمین کے ساتھ قرار کے لیے متصل کیا جاتا ہے لہذا درخت عمارت کے مشابہ ہو جائنگے تو جس طرح عمارت بیع میں داخل ہوتی ہے درخت بھی ہونگے۔

سوال: اگر کسی شخص نے زمین بیچی اور اس زمین میں کھیتی تھی تو اس کھیتی کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی شخص نے زمین بیچی اور اس پر کھیتی تھی تو کھیتی بیع میں شامل نہیں ہوگی ہاں اگر شرط لگا دی تو پھر بیع میں شامل ہوگی۔

دلیل: کھیتی بیع میں اس وجہ سے شامل نہیں ہوگی کہ اس کو زمین کے ساتھ کاٹنے کے لیے متصل کیا جاتا ہے لہذا یہ گھر میں رکھے سامان کے مشابہ ہوگی یعنی اگر کسی کو گھر بیچا تو سامان بیع میں داخل نہیں ہوتا اسی طرح کھیتی بھی داخل نہیں ہوگی۔

سوال: اگر کسی شخص نے درخت بیچے اور اس پر پھل تھے تو ان پھلوں کا کیا حکم ہے؟

جواب: وہ پھل بائع کو ملیں گے مگر یہ کہ خریدنے والا شرط لگا دے تو پھر مشتری کو ملیں گے ورنہ بائع کو ہی ملیں گے۔

دلیل: کیونکہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا
مَنِ اشْتَرٰی اَرْضًا فِیْهَا نَخْلٌ فَالثَّمَرَةُ لِلْبَائِعِ

الا ان یشترط المبتاع کے

عقلی دلیل یہ ہے کہ پھلوں کا درخت کے ساتھ اگرچہ اتصال پیدائشی ہوتا ہے لیکن یہ اتصال کاٹنے ہی کے لیے ہوتا ہے باقی رکھنے کے لیے نہیں لہذا درختوں کے پھل کھیتی کی مثل ہو جائیں گے۔

مسئلہ: پچھلے مسئلے میں بیان کیا کہ پھل بائع کے لیے ہونگے تو بیع کے وقت بائع کو کہا جائے گا کہ وہ پھل توڑے اور مبیع کو مشتری کے حوالے کرے
اسی طرح کھیتی میں بھی ہوگا۔

دلیل: کیونکہ اگر پھل درخت پر ہی رہے گے تو مشتری کی ملکیت بائع کی ملکیت کے ساتھ مشغول ہوگی اس وجہ سے بائع پر ضروری ہے کہ وہ مبیع کو خالی کرے اور مشتری کے حوالے کرے یہ ایسے ہی ہے جیسے گھر کا سامان ہوتا ہے کہ جلد از جلد اس کو نکالنا ہوتا ہے۔

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ پھلوں کو لگا رہنے دیا جائے گا یہاں تک کہ وہ پک جائیں اور کھیتی بھی لگی رہے گی یہاں تک کہ وہ تیار ہو جائے

دلیل: کیونکہ جو قبضہ دینا واجب ہے وہ معتاد طریقے پر قبضہ دینا ہے اور عادتاً کھیتی اور پھلوں کو اس حالت میں نہیں کاٹا جاتا۔

فائدہ: امام اعظم کے نزدیک اس بات میں کوئی فرق نہیں کہ پھل کی قیمت ہو یا نہ ہو ہر حال میں

بائع سے کہا جائے گا کہ وہ پھل اتار دے اور مبیع مشتری کے حوالے کر دے۔

س: اگر کسی شخص نے زمین میں بیج بویا تو کیا وہ بیج بیع میں داخل ہوگا یا نہیں؟

ج: اگر تو وہ بیج ابھی اُگا نہیں تو وہ بیج بیع میں داخل نہیں ہوگا کیونکہ اس کو زمین میں بطور ودیعت کے رکھا گیا ہے۔

س: اگر کسی شخص نے پھل اس حال میں کہ ان کا بور ظاہر ہو گیا تھا یا نہیں ہوا تھا تو بیع کا کیا حکم ہے؟

ج: اگر کسی نے اس طرح پھل بیچا کہ اس کا بور ظاہر ہو گیا یا پھر بور ظاہر نہیں ہوا تو دونوں صورتوں میں بیع جائز ہے۔

دلیل: کیونکہ وہ پھل مال متقوم ہے اور مال متقوم اس لیے ہے کہ اس سے ابھی بھی نفع حاصل کیا جا سکتا ہے اور بعد میں بھی لہٰذا دونوں صورتوں میں بیع جائز ہے۔

* ایک قول یہ ہے کہ بور ظاہر ہونے سے پہلے بیچنا جائز نہیں۔ لیکن پہلا قول ہی اصح ہے۔

اسی مسئلہ کا دوسرا جزء یہ ہے کہ مشتری سے کہا جائے گا کہ وہ اپنے پھلوں کو فوراً کاٹ لے۔

بائع کی ملکیت کو فارغ کرنے کے لیے یہ اس وقت کیا جائے گا جب مشتری نے مطلقاً بیع کی ہو یا پھر یہ شرط لگائی ہو کہ میں پھل کاٹ لوں گا۔

س: اگر کسی شخص نے پھل خریدتے وقت یہ شرط لگا دی کہ پھلوں کو درخت پر ہی لگا رہنے دوں گا تو بیع کا

Scanned with CamScanner

کیا حکم ہے؟

جواب :- اگر کسی نے بیع کرتے وقت شرط لگا دی کہ پھل درخت پر لگے کو رہنے دوں گا تو بیع فاسد ہو جائے گی۔

دلیل :- کیونکہ یہ ایسی شرط ہے جس کا عقد تقاضہ نہیں کرتا۔ اور یہ غیر کی ملکیت کو مشغول کرنے پر مشتمل ہے اس وجہ سے بیع فاسد ہو جائے گی۔

* اسی طرح کھیتی کی بیع کا حکم ہے کہ اگر ترک کی نیت سے خریدا تو بیع فاسد ہو جائے گی۔

سوال :- اگر کسی نے مطلقاً پھلوں کی بیع کی اور پھلوں کو بائع کی اجازت کے ساتھ درخت پر چھوڑ دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب :- اگر بائع کی اجازت کے ساتھ پھلوں کو درخت پر چھوڑا تو پھر جو زیادتی ہوگی وہ مشتری کے لیے جائز ہے۔

اور اگر اجازت کے بغیر درخت پر لگا رہنے دیا تو اس سے جو زیادتی حاصل ہوگی اس کو صدقہ کرنا ہوگا کیونکہ یہ جو زیادتی حاصل ہوئی ہے یہ ممنوع طریقے پر حاصل ہوئی ہے۔

اگر پھل کے پورے ظاہر ہونے کے بعد بائع کی اجازت کے بغیر درخت پر چھوڑ دیا تو اب کوئی بھی چیز صدقہ نہیں کرنی ہوگی۔

اس صورت میں اگرچہ حالت تبدیل ہو رہی

ہے لیکن زیادتی متحقق نہیں ہوگی لہذا جب زیادتی ہی نہیں ہے تو کوئی چیز صدقہ بھی نہیں کی جائے گی۔

ل: اگر کسی شخص نے مطلقاً پھلوں کی بیع کی اور ان کو درخت پر ہی چھوڑ دیا پھر درخت کو پھل کے پکنے تک کرایہ سے لے لیا تو پھر کیا حکم ہے؟

ب: اس صورت میں جو زیادتی ہوگی وہ مشتری کے لیے جائز ہے

ل: اگرچہ اس میں عدم تعارف اور عدم حاجت کی وجہ سے اجارہ باطل ہے لیکن چونکہ اجارہ بائع کی اجازت کے ساتھ ہوا تھا بس اسی اذن کو معتبر مانتے ہوئے گیا کہ اس کے لیے زیادتی جائز ہوگی۔

اف: اس صورت کہ جب کسی نے کھیتی خریدی اور زمین کو اس کے پکنے تک کرایہ پر لے لیا تو اس صورت میں جو زیادتی ہوگی وہ مشتری کے لیے جائز نہیں ہوگی کیونکہ اجارہ فاسد ہے اور اس سے جو زیادتی حاصل ہوگی وہ ناپاک ہے لہذا مشتری کے لیے زیادتی جائز نہیں ہوگی۔

وال: اگر کسی شخص نے مطلقاً پھل خریدے پھر قبضہ کرنے سے پہلے ہی درخت پر مزید پھل پیدا ہوگئے تو اب کیا حکم ہے؟

ل: اگر قبضہ کرنے سے پہلے دوسرے پھل پیدا ہوئے تو بیع فاسد ہو جائے گی کیونکہ بائع کے لیے دونوں پھلوں میں فرق کے متعذر ہونے کی وجہ سے مبیع کو حوالے کرنا ممکن ہی نہیں لہذا بیع فاسد ہو جائے گی

Scanned with CamScanner

اگر قبضہ کرنے کے بعد دوسرا پھل پیدا ہوا تو اب بائع اور مشتری دونوں اس میں شریک ہونگے اور مقدار کے حوالے سے مشتری کا قول معتبر ہوگا۔

سوال:۔ پھلوں کی اسطرح بیع کرنا کہ اس میں سے معلوم مقدار کا استثناء کر لیا جائے تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ احناف کا موقف:۔

احناف کا موقف یہ ہے کہ اس طرح پھلوں کی بیع کرنا کہ اس میں سے معلوم مقدار کا استثناء کر لیا جائے یہ جائز نہیں ہے۔

امام مالک کا موقف:۔

امام مالک فرماتے ہیں کہ اس طرح بیع کرنا جائز ہے۔

احناف کی دلیل:۔

بیع اس وجہ سے جائز نہیں کہ استثناء کے بعد جو مقدار باقی ہے وہ مجہول ہے اور جھگڑے کی طرف لے جائے گی اس لیے بیع جائز نہیں۔

امام مالک کی دلیل:۔

امام مالک کی دلیل قیاس ہے وہ فرماتے ہیں کہ جب کھجوروں کی بیع کی اور اس میں سے معین کھجوروں کا استثناء کر دیا تو بیع بالاتفاق جائز ہے اسی طرح اس مسئلہ میں بھی بیع جائز ہے۔

امام مالک کے قیاس کا جواب :

ان کے قیاس کا جواب یہ ہے کہ معین کھجوروں والی صورت میں استثناء کے بعد باقی مقدار معلوم ہے جبکہ اس صورت میں استثناء کے بعد باقی مقدار مجہول ہے لہذا اس وجہ سے قیاس درست نہیں ۔

بیع کے جائز نہ ہونے والا قول حسن بن زیاد رضی اللہ عنہ کا ہے اور یہی موقف امام طحاوی کا ہے ۔

ظاہر الروایات میں یہ ہے مناسب یہ ہے کہ بیع جائز ہو کیونکہ اصول ہے کہ جس چیز کی بیع انفرادی طور پر جائز ہو اس کی بیع استثناء کے بعد بھی جائز ہے ۔

جیسے گندم کے ڈھیر میں سے ایک قفیز کی بیع جائز ہے اسی طرح ایک قفیز کے استثناء کے بعد بھی ڈھیر کی بیع جائز ہو ۔

حمل اور جانوروں کے اعضاء کے استثناء کے ان کے استثناء بعد بیع جائز نہیں کیونکہ ان کی بیع انفرادی طور پر بھی جائز نہیں ہے لہذا استثناء کے بعد بھی جائز نہیں ہوگی ۔

گندم کی بیع سٹہ میں اور لوبیے کی بیع چھلکے میں کرنے کا کیا حکم ہے؟

Scanned with CamScanner

احناف کا موقف :-

احناف کا موقف یہ ہے کہ گندم کی بیع سٹہ میں اور لوبیے کی بیع چھلکے میں جائز ہے۔

شوافع کا موقف :-

شوافع کا موقف یہ ہے کہ سبز لوبیے کی بیع جائز نہیں اور اسی طرح بادام، اخروٹ اور پستہ جب چھلکا اول میں ہو اس کی بیع جائز نہیں۔ گندم کی بیع میں دو قول ہیں ایک جائز ہے دوسرا قول ناجائز ہے

شوافع کی دلیل :-

کیونکہ جس چیز پر عقد کیا گیا ہے وہ ایسی چیز میں چھپی ہوئی ہے جس کا کوئی فائدہ ہی نہیں۔

پس یہ ایسے ہی ہے جیسے سنار کی مٹی کو اسی کی جنس کے ساتھ بیچا جائے تو بیع جائز نہیں ہوتی اسی طرح یہاں پر بھی بیع جائز نہیں ہوگی۔

احناف کی دلیل :-

حضور علیہ السلام نے فرمایا :-

نَهَى عَنْ بَيْعِ النَّخْلِ حَتَّى يُزْهِيَ وَعَنْ بَيْعِ السُّنْبُلِ حَتَّى يَبْيَضَّ وَيَأْمَنَ الْعَاهَةَ

عقلی دلیل: یہ ہے کہ سٹہ میں موجود ہیں ان سے نفع حاصل ہوتا ہے پس سٹہ میں گندم کی بیع جائز ہے جیسے کہ جو کی بیع چھلکا میں جائز ہوتی ہے۔

کیونکہ یہ تمام اشیاء مال متقوم ہیں۔

شوافع کی دلیل کا جواب :-

آپ نے کہا کہ سنار کی مٹی کو جب اس کی جنس کے

ساتھ بیچا جائے تو اس کی بیع جائز نہیں ہے تو اس وجہ سے جائز نہیں کہ اس میں سود کا احتمال ہے ہاں اگر سنار کی صنعت کو اس کی جنس کے خلاف بیچے گا تو اس وقت اس کی بیع جائز ہوگی۔

اور جس مسئلہ میں ہمارا اختلاف ہے کہ گندم کو سٹہ میں بیچنا اگر اس کو اس کی جنس کے بدلے بیچے گا تو یہ بھی جائز نہیں ہوگا کیونکہ اس وقت اس میں سود کا احتمال ہوگا۔

سوال: اگر کسی شخص نے گھر بیچا تو اس کے تالے اور چابی کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر کسی نے گھر بیچا تو اس بیع میں تالے اور چابی بھی داخل ہوگی۔

تالے اس وجہ سے داخل ہونگے کہ ان کو گھر میں باقی رکھنے کے لیے بنایا جاتا ہے توڑنے کے لیے نہیں۔ لہذا تالے بیع میں داخل ہونگے اور چابی بھی بغیر ذکر کیے بھی داخل ہو جائے گی کیونکہ چابی تالے کا نفع ہے کیونکہ چابی کے بغیر تالے سے نفع بھی حاصل نہیں کیا جا سکتا لہذا تالے اور چابی گھر کی بیع میں داخل ہوگی۔

سوال: مبیع کو ماپنے والے اور ثمن کو پرکھنے والے کی اجرت کس پر ہوگی؟

جواب: مبیع کو ماپنے والے اور ثمن کو پرکھنے والے کی اجرت بائع پر ہوگی۔

ماپنے کی اجرت اس وجہ سے کہ قبضہ دینے کے لیے

مبیع کو ماپنا ضروری ہے اور اور قبضہ دینا بائع کی ذمہ داری ہے لہذا اس کی اجرت بھی بائع ہی دے گا۔ یہ اس وقت ہوگا جب مکیلی چیز کی بیع کی جائے۔

ابن رستم کی روایت کے مطابق ناقد الثمن کی اجرت بائع پر اس وجہ سے ضروری ہے کہ ثمن کو قبضے میں دینے کے بعد پرکھا جاتا ہے جب ثمن مشتری کے قبضے میں دے دیا تو اب وہ بائع کے قبضہ میں ہوگا لہذا بائع پر ہی ناقد الثمن کی اجرت ہوگی۔

ابن سماعہ کی روایت کے مطابق:۔ کے مطابق ناقد الثمن کی اجرت مشتری پر لازم ہے کیونکہ مشتری پر شدہ عمدہ ثمن دینے کا پابند ہے اور عمدگی پرکھنے کے ذریعے معلوم ہوتی ہے لہذا ناقد الثمن کی اجرت مشتری پر لازم ہوگی۔

سوال:۔ ثمن کا وزن کرنے والے کی اجرت کس پر ہوگی؟

جواب:۔ ثمن کا وزن کرنے والے کی اجرت مشتری پر ہوگی کیونکہ ثمن کو بائع کے حوالے کرنے میں محتاج ہے اور ثمن کو قبضہ میں دینا وزن کے ساتھ ہی متحقق ہوگی لہذا ثمن کا وزن کرنے والے کی اجرت مشتری پر ہوگی۔

سوال: اگر کسی نے سامان کو ثمن کے بدلے میں بیچا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اگر اس صورت میں یہ حکم ہے کہ مشتری کو کہا جائے گا کہ وہ پہلے ثمن کو حوالے کرے۔

کیونکہ مبیع میں مشتری کا حق معین ہو جاتا ہے جبکہ ثمن کو معین کرنے سے معین نہیں ہوتا اس لیے مشتری کو کہا جائے گا کہ تو پہلے ثمن کو بائع کے حوالے کر دے تاکہ قبضہ کرنے کے لیے وہ اپنا حق معین کرے۔ تاکہ مساوات / برابری متحقق ہو جائے۔

سوال: اگر کسی نے سامان کو سامان کے بدلے اور ثمن کو ثمن کے بدلے میں بیچا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں بائع اور مشتری دونوں کو کہا جائے گا کہ دونوں ایک ساتھ حوالے کریں۔

کیونکہ حق کے معین ہونے اور نہ ہونے میں دونوں برابر ہیں لہذا کسی ایک کو حوالے کرنے میں مقدم کرنے کی حاجت نہیں اس لیے دونوں کو کہا جائے گا کہ اکھٹے حوالے کریں۔

Scanned with CamScanner

باب خیار الشرط

سوال: خیار شرط کسے کہتے ہیں؟

جواب: عاقدین میں سے کوئی ایک ایسی شرط لگا دے جو عقد کے مکمل ہونے سے مانع ہو اس کو خیار الشرط کہتے ہیں.

سوال: بیع میں خیار شرط کا کیا حکم ہے نیز یہ کتنے دنوں کے لیے ہو گا؟

جواب: بیع میں خیار شرط بائع کے لیے بھی جائز ہے اور مشتری کے لیے بھی جائز ہے.

کتنے دنوں کے لیے ہو گا اس بارے میں آئمہ کرام کا اختلاف ہے.

امام اعظم علیہ الرحمہ کا موقف:

امام اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ خیار شرط 3 دن یا 3 سے کم دنوں کے لیے جائز ہے اس سے زیادہ دنوں کے لیے جائز نہیں. یہی موقف امام زفر اور شافعی علیہما الرحمہ کا ہے.

صاحبین کا موقف:

صاحبین فرماتے ہیں کہ اگر مدت معلوم ہو تو تین سے زیادہ دنوں کے لیے بھی خیار شرط جائز ہے

امام اعظم علیہ الرحمہ کی دلیل:

ان کی دلیل وہ حدیث ہے کہ جو حبان بن منقذ بن عمرو الانصاری کے بارے میں روایت کی گئی کہ یہ عقود میں دھوکا کھا جاتے تھے تو ان سے حضور علیہ السلام نے

فرمایا کہ جب تم بیع کرو تو کہہ دو کہ کوئی
نقصان نہیں اور میرے لیے تین دن کا اختیار ہے۔
اس حدیث میں تین دن کے لیے اختیار کا کہا گیا ہے لہذا
اختیار کی مدت 3 دن ہوگی۔

صاحبین کی دلیل۔

ان کی نقلی دلیل حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہا کی حدیث
ہے کہ انہوں نے دو ماہ تک کے خیار کو جائز رکھا۔
عقلی دلیل یہ ہے کہ خیار کو غور و فکر کرنے کے لیے مشروع کیا
گیا ہے تاکہ دھوکے کو دور کیا جا سکے اور غور و فکر
کے لیے تین سے زیادہ دن بھی لگ جاتے ہیں لہذا
اگر مدت معلوم ہو تو تین سے زیادہ دن کے لیے بھی
خیار جائز ہے جیسا کہ ثمن میں مدت مقرر کی
جاتی ہے۔

امام اعظم علیہ الرحمہ کی عقلی دلیل۔

امام اعظم عقلی دلیل یہ بیان فرماتے ہیں کہ عقد کا
تقاضہ تو یہ ہے کہ بیع تام ہو جائے لیکن پھر خیار
کی شرط صرف نص کی وجہ سے لگائی جو کہ خلاف قیاس
ہے لہذا نص میں جو مدت بیان ہوئی ہے یعنی
3 دن تو اسی پر اکتفاء کیا جائے گا۔

سوال: اگر کسی نے 5 دن کے خیار پر بیع کی لیکن 3 دن
سے پہلے ہی بیع کو جائز کر دیا تو بیع کا کیا حکم ہے؟

جواب: امام اعظم علیہ الرحمہ کا موقف۔

امام اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ اگر تین دن

سے پہلے ہی بیع جائز کر دی تو بیع ہو جائے گی۔

امام زفر علیہ الرحمہ کا موقف:

امام زفر علیہ الرحمہ کا موقف یہ ہے کہ بیع جائز نہیں ہوگی۔

دلیل:

کیونکہ جب عقد منعقد ہی فاسد ہوا ہے تو پھر وہ جائز کسی طرف نہیں ہوگا۔

امام اعظم کی دلیل:

امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ بیع کو فاسد کرنے والا مفسد پختہ ہونے سے پہلے ہی ساقط ہو گیا ہے لہذا اگر کسی نے تین 3 سے پہلے ہی بیع جائز کر دی تو بیع ہو جائے گی۔

سوال:۔ اگر کسی نے اس شرط پر کوئی چیز خریدی کہ اگر میں 3 دن تک تمہیں رقم نہ دوں تو ہمارے درمیان بیع ختم تو کیا حکم ہے اور اگر یہ کہا کہ 4 دن تک رقم نہ دوں تو بیع ختم ہو جائے گی تو اس صورت میں کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اگر اس شرط پر بیع کی کہ 3 دن تک رقم نہ دوں تو بیع فاسد ہو جائے تو اس صورت میں بیع سب کے نزدیک جائز ہوگی۔

اور اگر یہ کہا کہ 4 دن تک رقم نہ دوں تو بیع فاسد ہے تو اس صورت میں شیخین کے نزدیک بیع جائز نہیں ہوگی جبکہ امام محمد علیہ الرحمہ

فرماتے ہیں کہ بیع جائز ہوگی اگر وہ تین سے زیادہ دن کے خیار پر بھی بیع کرے تو امام محمد علیہ الرحمۃ کے نزدیک بیع جائز ہوگی۔

اس بارے میں اصل یہ ہے کہ یہ خیار شرط کے معنی میں ہے۔

اس مسئلہ میں امام اعظم اپنے خیار شرط والے موقف پر ہی ہیں کہ تین دن سے زیادہ جائز نہیں۔ امام محمد بھی اپنے خیار شرط والے موقف پر ہی ہیں کہ تین دن سے زیادہ کا خیار جائز ہے۔ جبکہ امام ابو یوسف نے خیار شرط میں کیا کہ تین دن سے زیادہ کا خیار جائز ہے۔ اور جو خیار شرط کے معنی میں ہو اس میں خیار 3 دن سے زیادہ جائز نہیں ہے۔

اصل میں ابو یوسف نے نقل پر عمل کیا ہے۔ اور جو خیار شرط کے معنی میں ہے اس صورت میں قیاس پر عمل کیا ہے۔

* اس بارے میں ایک اور قیاس ہے جس کی طرف امام زفر علیہ الرحمۃ مائل ہوئے ہیں۔

وہ یہ ہے کہ اس میں اقالہ فاسدہ کی شرط لگائی گئی ہے اور اگر اقالہ فاسدہ کی شرط صحیح عقد میں لگائی جائے تو عقد فاسد ہو جاتا ہے اور اگر فاسد عقد میں لگائی جائے تو وہ بدرجہ اولی عقد فاسد ہو جائے گا۔

سوال:- اگر بائع نے خیار رکھا تو کیا مبیع بائع کی ملکیت سے نکلے گا یا نہیں؟

جواب:- اگر بائع نے خیار رکھا تو مبیع بائع کی ملکیت سے نہیں نکلے گا۔

کیونکہ بیع اس وقت تام ہوگی جب دونوں کی رضامندی پائی جائے گی بائع کی طرف سے خیار کے ہونے کی وجہ سے بائع کی رضامندی نہیں پائی جا رہی جب اس کی رضامندی نہیں ہے تو مبیع بھی بائع کی ملکیت سے نہیں نکلے گی۔

سوال:- اگر مشتری نے مبیع پر قبضہ کر لیا اور مبیع مدت خیار میں ہلاک ہو گیا تو اب مشتری پر کس چیز کا تاوان ہوگا؟ یہ مسئلہ اس وقت ہے جب خیار بائع کو ہو۔

جواب:- اگر مبیع خیار مدت میں مشتری کے ہاتھ میں ہلاک ہو گیا تو مشتری اس کی قیمت کے تاوان کا ضامن ہوگا۔

کیونکہ خیار کے پائے جانے کی وجہ سے بیع موقوف تھی اور مبیع کے بغیر بیع نافذ نہیں ہو سکتی جب مبیع ہلاک ہو گیا تو بیع فسخ ہو جائے گی جب بیع فسخ ہوگی تو اب مبیع مشتری کے ہاتھ میں خریداری کے بھاؤ پر باقی ہے اور خریداری کے بھاؤ میں قیمت ہوتی ہے ثمن نہیں لہٰذا وہ قیمت کا ضامن ہوگا۔

* اگر مبیع بائع کے ہاتھ میں ہلاک ہوا تو بیع فسخ

ہو جائے گی اور مشتری پر کچھ بھی نہیں ہوگا۔

سوال: اگر خیار مشتری کے لیے ہو تو کیا مبیع بائع کی ملکیت سے نکل جائے گا یا نہیں، اگر نکل جائے گا تو وہ کس کی ملکیت میں داخل ہوگا؟ اختلاف ائمہ تحریر کریں؟

جواب: * اگر خیار مشتری کے لیے ہو تو مبیع بائع کی ملکیت سے نکل جائے گا کیونکہ اس کی جانب سے بیع مکمل ہو چکی ہے۔

* امام اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مبیع بائع کی ملکیت سے تو نکل جائے گا لیکن مشتری کی ملکیت میں داخل نہیں ہوگا۔

صاحبین فرماتے ہیں کہ مبیع مشتری کی ملکیت میں داخل ہو جائے گا۔

صاحبین کی دلیل:

صاحبین کی دلیل یہ ہے کہ جب مبیع بائع کی ملکیت سے نکل گئی اور اب اگر وہ مشتری کی ملکیت میں بھی داخل نہ ہو تو پھر شئی کا بغیر کسی مالک کے ہونا پایا جائے گا جبکہ شریعت میں کوئی بھی ایسی چیز نہیں جس کا مالک نہ ہو لہٰذا مبیع مشتری کی ملکیت میں داخل ہو جائے گا۔

امام اعظم علیہ الرحمہ کی دلیل:

جب ثمن مشتری کی ملکیت سے نہیں نکلا تو اب اگر ہم کہیں کہ مبیع بھی مشتری کی ملکیت میں داخل ہو جائے گا تو یہ معاوضہ کے طور ایک ہی شخص کی ملکیت میں

دو دلیل جمع ہو جاتی ہیں کہ حالانکہ شریعت میں اس کی کوئی اصل موجود نہیں کیونکہ معاوضہ مساوات کا تقاضہ کرتی ہے ......

امام صاحب کی دلیل ثانی:۔

خیار کو مشتری پر شفقت کرنے کے لیے مشروع کیا گیا ہے تاکہ وہ غور و فکر کر سکے اب اگر ہم مبیع کو بھی اس کی ملکیت میں داخل کر دینگے تو قریبی غلام ہونے کی وجہ سے غلام مشتری کے اختیار کے بغیر ہی آزاد ہو جائے گا اور اس سے شفقت مفقود ہو جائے گی۔

سوال:۔ اگر خیار مشتری کے لیے تھا اور مبیع مدت خیار میں مشتری کے ہاتھ میں ہلاک ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اگر مدت خیار میں مشتری کے ہاتھوں میں مبیع ہلاک ہو گیا تو مشتری ثمن کے ساتھ ضامن ہو گا اسی طرح اگر مبیع عیب پیدا ہو گیا تو پھر بھی مشتری ثمن کا ضامن ہو گا۔

سوال:۔ اگر کسی نے اپنے قریبی رشتہ دار کو خیار شرط کے ساتھ خریدا تو کیا وہ غلام مدت خیار میں آزاد ہو جائے گا یا نہیں؟

جواب:۔ اس بارے میں صاحبین کا موقف یہ ہے کہ غلام آزاد ہو جائے گا کیونکہ ان کے نزدیک ملکیت ثابت ہو چکی ہے۔

لیکن امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک غلام آزاد نہیں ہو گا کیونکہ ان کے نزدیک مدت خیار میں ملکیت ثابت

س۔ اگر کسی نے قسم اٹھائی کہ " اِنْ مَلَكْتُ عَبْدًا فَهُوَ حُرٌّ " اب اس نے خیار شرط کے ساتھ غلام خریدا تو وہ غلام آزاد ہوگا یا نہیں؟

ج۔ صاحبین فرماتے ہیں کہ غلام آزاد ہو جائے گا کیونکہ ان کے نزدیک ملکیت ثابت ہو چکی ہے جبکہ امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک مدت خیار میں ملکیت ثابت نہیں ہوتی اس وجہ سے مدت خیار میں غلام آزاد نہیں ہوگا۔

★ ہاں اگر کوئی شخص یہ قسم اٹھائے کہ " اِنْ اشْتَرَيْتُ عَبْدًا فَهُوَ حُرٌّ "
پھر اگر اس نے خیار شرط کے ساتھ غلام خریدا تو غلام بالاتفاق آزاد ہو جائے گا

س۔ اگر کسی نے خیار شرط کے ساتھ لونڈی خریدی اور مدت خیار میں اس کو حیض آیا تو کیا یہ حیض لونڈی کے استبراء رحم کے لیے کافی ہوگا یا نہیں؟

ج۔ صاحبین کے نزدیک وہی حیض کافی ہوگا جبکہ امام صاحب کے نزدیک وہ حیض کافی نہیں ہوگا۔

اب اگر خیار شرط کی وجہ سے لونڈی بائع کو واپس کردیتا ہے تو امام صاحب کے نزدیک بائع کو استبراء کرنے کی حاجت نہیں جبکہ صاحبین کے نزدیک استبراء رحم کرنا ضروری ہے۔

سوال:۔ اگر مشتری نے مبیع پر بائع کی اجازت سے قبضہ کر لیا اور پھر مدت خیار میں مبیع بائع کے پاس امانت کے طور پر رکھ دی مدت خیار میں وہ مبیع بائع کے پاس ہلاک ہو گئی تو اس کا نقصان کس کو ہو گا بائع کو یا مشتری کو؟

جواب:۔ صاحبین کے نزدیک وہ مبیع مشتری کے مال سے ہلاک ہوئی ہے کیونکہ مدت خیار میں مشتری کی ملکیت ثابت ہو چکی تھی جس کی وجہ امانت رکھوانا درست تھا لہذا اب اگر ہلاک ہوئی تو مشتری کے مال سے ہلاک ہوئی ہے۔

امام اعظم علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وہ مبیع بائع کے مال سے ہلاک ہوئی ہے کیونکہ بائع کے پاس رکھوانے سے قبضہ ختم ہو گیا اور مدت خیار میں ابھی اس کے لیے ملکیت بھی ثابت نہیں ہوئی تھی لہذا اس وجہ سے وہ بائع کے مال سے ہلاک ہوا ہے۔

سوال:۔ اگر کسی ذمی نے ذمی سے خیار شرط پر شراب خریدی پھر وہ اسلام لے آیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ صاحبین کا موقف یہ ہے کہ خیار باطل ہو جائے گا کیونکہ مسلمان ہونے کی وجہ سے اب وہ شراب واپس کرنے کا مالک نہیں

جبکہ امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک بیع ہی باطل ہو جائے گی کیونکہ حالت ذمی میں بھی مشتری مبیع کا مالک نہیں ہوا تھا اور اب وہ کسی اور کو مالک بھی نہیں بنا سکتا کیونکہ اب وہ مسلمان ہے

Scanned with CamScanner

لہذا بیع باطل ہی ہو جائے گی۔

سوال: جس بندے کے لیے خیار شرط ہے اگر وہ بیع کو جائز یا فسخ کرنا چاہتا ہے تو اس وقت دوسرے کا موجود ہونا ضروری ہے یا نہیں اختلاف آئمہ تحریر کریں؟

جواب: جس بندے کے لیے خیار شرط ہو اس کو مدت کے اندر اندر بیع کو فسخ کرنے اور جائز کرنے دونوں کا اختیار ہوتا ہے۔
اب اگر وہ بیع کو جائز کرنا چاہتا ہے تو دوسرے فریق کا حاضر ہونا ضروری نہیں۔
لیکن اگر فسخ کرنا چاہتا ہے تو اس میں اختلاف ہے۔

طرفین کا موقف:-

طرفین کا موقف یہ ہے کہ اگر وہ بیع کو فسخ کرنا چاہتا ہے تو دوسرے فریق کا پاس حاضر ہونا ضروری ہے۔

امام ابو یوسف اور شافعی علیہما الرحمہ کا موقف:-

ان کا موقف یہ ہے کہ فسخ کرتے وقت بھی دوسرے بندے کا پاس موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔

نوٹ: بیع کو فسخ کرنے کے لیے فسخ کا علم ہونا ضروری ہے جس کو اس مسئلہ میں حاضر ہونے کے ساتھ تعبیر کیا گیا ہے۔

امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کی دلیل:-

امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ بیع کو فسخ کرنے پر یہ اپنے دوسرے فریق کی طرف سے مسلط ہے۔
لہذا ~~[illegible]~~ ۔ بیع کو فسخ کرنا اس کی حاضری پر

نہیں ہوگا جیسا کہ اگر وہ بیع کو جائز کرنا چاہتا ہے تو دوسرے
فریق کا حاضر ہونا ضروری نہیں اسی طرح فسخ کرتے وقت
بھی اس کا حاضر ہونا ضروری نہیں۔
پس یہ بیع کے وکیل کی طرح ہوگا۔

طرفین کی دلیل:۔

طرفین کی دلیل یہ ہے جس کے لیے خیار ہے اگر وہ بیع
کو فسخ کرنا چاہتا ہے تو دوسرے بندے حاضر ہونا
ضروری ہے کیونکہ جس بندے کے لیے خیار نہیں ہے
اس کے لیے عقد تام ہو چکا ہے اب اگر وہ دوسرے کی
عدم موجودگی میں فسخ کرے گا تو یہ غیر کے حق میں تصرف
ہوگا اور عقد کو ختم کرنے کے ساتھ اس کو نقصان بھی ہوگا۔
اصول ہے۔ غیر کے حق میں اس کی اجازت کے بغیر
تصرف کرنا جائز نہیں جب یہ بیع کو فسخ کرے گا تو
غیر کے حق میں تصرف کرے گا لہذا اس وجہ سے دوسرے
صاحب کا موجود ہونا ضروری ہے۔

★ دوسری بات یہ ہے کہ جس کے لیے خیار نہیں ہے بیع
فسخ کرنے سے اس کو نقصان بھی ہوگا وہ چاہے
بائع ہو یا مشتری۔
اگر لاخیار لہ بائع ہو تو اس کو نقصان اس طرح
ہوگا کہ وہ اپنے سامان کے لیے کوئی دوسرا
مشتری تلاش نہیں کرے گا اب اگر دوسرا بیع کو فسخ
کرے گا تو اس کو نقصان ہوگا کہ اس نے تو اپنے
سامان کے مشتری ہی تلاش نہیں کیا۔

اگر لاخیار لہ مشتری ہو تو اس کو نقصان اس طرح ہوگا کہ یہ بیع کے تام ہونے کو گمان کر کے مبیع میں تصرف کر ڈالتا ہے جس سے وہ مبیع ہلاک بھی ہو جاتا ہے اب اگر بائع من لہ خیار بیع کو فسخ کر دے تو مشتری کو تاوان دینا پڑے گا لہذا اس وجہ سے دوسرے کی عدم موجودگی میں بیع کو فسخ نہیں کر سکتے۔

امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کے قیاس کا جواب۔

انہوں نے کہا تھا کہ فسخ کرنا اجازت کی طرح ہے کہ جس طرح بیع کو جائز کرنے کے لیے دوسرے کا ہونا ضروری نہیں اسی طرح فسخ کرنے کے لیے دوسرے کا حاضر ہونا ضروری نہیں۔

اس قیاس کا جواب یہ ہے کہ بیع جائز کرنے میں کسی کا بھی نقصان نہیں ہوتا لیکن اگر بیع کو فسخ کیا جائے لاخیار لہ کو نقصان ہوگا اس وجہ سے فسخ کرتے وقت دوسرے کا موجود ہونا ضروری ہے۔

س۔ اگر پھر بھی کسی نے دوسرے کی عدم موجودگی میں فسخ کر دیا تو پھر کیا حکم ہے؟

ج۔ اگر من لہ خیار نے دوسرے کی غیر موجودگی میں بیع کو فسخ کر دیا تو پھر اگر دوسرے کو مدت خیار میں ہی فسخ کی خبر پہنچ گئی تو فسخ ہو جائے گا۔ کیونکہ لاخیار لہ کو اس کا علم ہو چکا ہے۔

اگر مدت گزرنے کے بعد لاخیار لہ کو فسخ کا علم ہوا تو پھر عقد تام ہو جائے گا فسخ باطل ہے۔

سوال:۔ جس بندے کے لیے خیار ہے اگر وہ مدت خیار میں فوت ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ احناف کا موقف:۔

من لہ خیار اگر مر جائے تو اس کا خیار باطل ہو جاتا ہے ورثا کی طرف منتقل نہیں ہوتا۔

شوافع کا موقف:۔

شوافع کا موقف یہ ہے وہ خیار اس کے ورثا کی طرف منتقل ہو جائے گا۔

شوافع کی دلیل:۔

کیونکہ خیار ایک ایسا حق ہے جو بیع کے اندر ثابت ہوتا ہے لہذا اس میں بھی وراثت جاری ہوگی جیسا خیار عیب اور خیار تعیین ورثاء کی منتقل ہوتا ہے اسی طرح خیار شرط بھی ورثاء کی طرف منتقل ہوگا۔

احناف کی دلیل:۔

احناف کی دلیل یہ ہے کہ خیار صرف ارادے اور مشیت کا نام ہے اور ارادے کو آگے منتقل نہیں کر سکتے جبکہ وراثت اس چیز میں جاری ہوتی ہے جس میں انتقال ممکن ہو۔ لہذا خیار آگے ورثا کی طرف منتقل نہیں ہوگا۔

قیاس کا جواب:۔

شوافع نے جو خیار عیب اور خیار تعیین پر قیاس کیا تھا وہ درست نہیں ہے۔

خیار عیب میں وراثت اس وجہ سے ہوتا ہے کہ

جس طرح مورث کو حق ہے کہ وہ مبیع کو مبیع سلامت لے اسی طرح وارث کو بھی حق ہے وہ صحیح مبیع کو لے اس وجہ سے خیار عیب آگے منتقل ہو جاتا ہے۔ اور خیار تعیین تو وارث کو ابتداءً ہی حاصل ہوتا ہے اس کی ملک کے غیر کے ساتھ ملے ہوئے ہونے کی وجہ نہ کہ خیار ہونے کی وجہ سے اس میں وراثت جاری ہوتی ہے۔

س: اگر کسی بندے نے کوئی چیز خریدی اور خیار کسی تیسرے کے لیے رکھ دیا تو کیا حکم ہے؟

ج: اگر کسی تیسرے لیے خیار رکھا تو مشتری اور تیسرے میں سے جو بھی بیع کو جائز کرے گا بیع ہو جائے گی اور کوئی بھی فسخ کرے گا تو فسخ ہو جائے گی۔

* اس مسئلہ میں اصل یہ ہے کہ غیر کے لیے خیار شرط رکھا جا سکتا ہے یا نہیں۔ اس بارے میں احناف استحسان لیتا ہے کہ جائز ہے اور قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ جائز نہیں۔

قیاس کی وجہ یہ ہے کہ خیار عقد کے واجبات اور احکام میں سے ہیں غیر کے لیے اس کی شرط لگانا جائز نہیں جس طرح مشتری کے غیر سے ثمن کی شرط لگانا جائز نہیں اسی طرح یہ بھی جائز نہیں۔

استحسان کی وجہ یہ ہے خیار غیر کے لیے عاقد کے واسطے سے ثابت ہوتا ہے یعنی پہلے عاقد کے لیے خیار ثابت ہوتا ہے پھر بعد میں غیر کو بطور نیابت کے خیار دیا جاتا ہے لہذا یہ جائز ہے۔

Scanned with CamScanner

اگر ایک نے بیع جائز کی دوسرے نے فسخ تو کیا حکم ہے؟
تو ان میں سے جو مقدم ہوگا اس کا قول معتبر ہوگا
کیونکہ اس نے اس وقت کلام کیا ہے جب اس
کے مقابلے میں کوئی نہیں تھا۔

اگر دونوں نے اکٹھا کلام کیا تو کیا حکم ہے۔
ایک روایت میں ہے کہ عاقد کا قول معتبر ہوگا
اور ایک روایت میں ~~فاسخ~~ فاسخ کا قول معتبر ہے
پہلے موقف کی وجہ یہ ہے کہ عاقد کا تصرف دوسرے
سے زیادہ قوی ہے کیونکہ دوسرے کو تصرف کی
ولایت عاقد سے ہی ملی ہے۔
دوسرے موقف کی وجہ یہ ہے کہ فسخ زیادہ قوی
ہے کیونکہ جو چیز جائز ہو اس کو بعد میں فسخ تو
کر سکتا ہے لیکن جو چیز فسخ ہو اس کو دوبارہ
جائز نہیں کیا جا سکتا، لہذا فاسخ کا قول معتبر

سوال: اگر کسی شخص نے دو غلاموں کو ایک ہزار درہم پر
اس شرط پر خریدا کہ ان میں سے ایک کے بارے میں
مجھے تین دن کا خیار ہے تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس مسئلے کی 4 صورتیں ہیں۔
1۔ مشتری نے نہ ہی ثمن الگ ذکر کیا ہے اور نہ ہی غلام
معین کیا ہے۔
2۔ ثمن بھی الگ ذکر کیا ہے اور غلام بھی معین کیا ہے۔
3۔ ثمن الگ ذکر کیا ہے لیکن غلام معین نہیں کیا۔
4۔ ثمن الگ ذکر نہیں کیا لیکن غلام معین کیا ہے۔

ان چاروں صورتوں میں سے 1، 3 اور 4 فاسد ہے۔
جبکہ دوسری صورت میں بیع ہو جائے گی۔

پہلی صورت اس وجہ سے فاسد ہے اس میں مبیع اور ثمن دونوں ہی مجہول ہیں مبیع تو اسی طرح مجہول ہے کہ جب اس نے دونوں میں ایک غلام خیار کے ساتھ خریدا تو وہ خارج من العقد ہو گیا کیونکہ خیار کے ہوتے وقت مشتری کے لیے ملکیت ثابت نہیں ہوتی لہذا جب ایک غلام خارج ہے تو بیع ایک میں ہو گی اور مشتری نے جس میں خیار رکھا ہے وہ معلوم ہی نہیں لہذا مبیع مجہول ہے۔

اور ثمن اس طرح مجہول ہے کہ بائع نے مطلق ایک ہزار کے بدلے بیچا تھا کسی کے ثمن کی تفصیل بیان نہیں کی تھی لہذا ثمن بھی مجہول ہے۔

تیسری صورت میں مبیع مجہول ہے اور چوتھی صورت میں ثمن مجہول جبکہ دوسری صورت میں مبیع بھی معلوم ہے اور ثمن بھی لہذا اس وجہ سے دوسری صورت میں بیع جائز ہے۔

ا۔ اگر کسی نے دو کپڑے تین دن کے خیار کے ساتھ اس شرط پر خریدے کہ ان میں سے کوئی دس درہم کے بدلے لوں گا تو کیا حکم ہے؟

ب۔ مذکورہ صورت میں بیع جائز ہے اور اسی طرح اگر اسی شرط پر تین کپڑے خریدے تو بھی بیع جائز ہے، لیکن اگر اسی شرط پر 4 کپڑے خریدے تو پھر بیع فاسد ہے قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ تینوں صورتوں میں ہی بیع فاسد ہے کیونکہ اس نے ان میں سے خریدا تو ایک

Scanned with CamScanner

کپڑا ایسی جو کہ مجہول ہے لہذا یہاں پر صیغہ مجہول اور یہ ایسی جہالت ہے جو جھگڑے کی طرف لے جاتی ہے کیونکہ ہو سکتا ہے مشتری اچھا کپڑا لے مگر بائع گھٹیا کپڑا دے

* استحسان کی وجہ یہ ہے کہ خیار کو حاجت کی وجہ سے مشروع کیا گیا ہے اور حاجت یہ ہے کہ اس بیع سے دھوکے کو دور کیا جائے اور جو چیز درست ہو اس کو اختیار کیا جا سکے۔ اور اس چیز یہاں پر ضرورت بھی کیونکہ مشتری بعض اوقات تجربہ کار نہیں ہوتا تو اس بات کا محتاج ہوتا ہے کہ وہ اپنا سامان کسی تجربہ کار کو دکھا سکے اور اسی طرح بعض اوقات بندہ گھر والوں کی پسند اور ناپسند سے واقف نہیں ہوتا اس لیے خیار کو مشروع کیا گیا ہے۔ تین کپڑوں تک بیع اس وجہ سے جائز ہے کہ عموماً کپڑے کی تین اقسام ہوتی ہیں عمدہ، اوسط اور جید اس وجہ سے تین کپڑوں تک بیع جائز ہے اور 4 کپڑوں میں بیع اس وجہ سے جائز نہیں کہ یہاں پر بیع کو حاجت کی وجہ سے مشروع کیا گیا ہے اور 4 کپڑوں میں حاجت نہیں ہوتی کیونکہ کپڑے کی تین اقسام ہی ہوتی ہیں۔

اور جو قیاس کا تقاضہ تھا کہ جہالت جھگڑے کی طرف لے جاتی ہے یہ درست نہیں کیونکہ جب وہ ایک کو معین کرے گا تو جہالت ختم ہو جائے گی اور جھگڑا نہیں ہو گا لہذا دو اور تین کپڑوں کی صورت میں بیع جائز ہو گی۔

سوال: اگر دونوں کپڑوں میں سے ایک ھلاک ہو گیا یا ایک میں عیب لگ گیا تو کیا حکم ہے نیز یہ بتائیں کہ اگر دونوں ہی ھلاک ہو گئے تو کیا حکم ہے اور اگر من له الخیار مر گیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: * اگر دونوں میں سے ایک ھلاک ہو گیا یا ایک کو عیب لگ گیا تو جو ھلاک ہوا یا عیب دار ہوا ہے تو اس میں بیع لازم ہو جائے گی اور اس کا ثمن لازم ہو جائے گا۔ اور دوسرا کپڑا بطور امانت متعین ہو جائے گا۔

کیونکہ جس میں عیب لگا ہے اس کو واپس کرنا متعذر ہے۔

* اگر دونوں کپڑے اکھٹے ھلاک ہوئے تو مشتری پر ان دونوں میں سے ہر کپڑے کا نصف ثمن لازم ہو جائے گا کیونکہ دونوں کپڑوں میں بیع اور امانت مشترک ہو چکی ہے

* اگر من له الخیار مر جائے تو اس کے ورثوں پر لازم ہے کہ وہ دونوں میں سے ایک کپڑا واپس کریں، کیونکہ ملکیت کے دوسرے کے ساتھ ملے ہوئے ہونے کی وجہ سے خیار تعیین باقی ہے اور اس وجہ سے اس میں کوئی مدت نہیں ہوتی۔

سوال: اگر کسی نے خیار شرط پر کوئی گھر خریدا پھر اس کے پڑوس میں ایک گھر سیل ہو رہا تھا اس نے شفعہ کے طور پر اس کو خرید لیا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس کا بطور شفعہ دوسرا گھر خریدنا پہلے گھر کی رضامندی کی دلیل ہے لہذا اختیار باطل ہو جائے گا۔

کیونکہ جب اس نے شفعہ طلب کیا تو یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ اس گھر میں اس کی ملکیت ہے۔

اور خیار کے ہوتے ہوئے ملکیت ثابت نہیں ہوتی لہذا جب اس نے شفعہ طلب کیا تو گویا کہ وہ پہلے گھر میں اپنی ملکیت کا اقرار کر رہا ہے۔ جب ملکیت ثابت ہے تو خیار ختم ہو جائے گا۔

سوال:- اگر کسی نے اس شرط پر غلام بیچا کہ وہ خباز ہے یا کاتب ہے لیکن وہ اس کے علاوہ نکلا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- اس صورت میں مشتری کو خیار ہوگا کہ چاہے تو جمیع ثمن کے بدلے اس کو خرید لے چاہے تو ترک کر دے۔ کیونکہ یہ دونوں وصف ہیں اور وصف کے مقابلے میں ثمن نہیں ہوتا۔

اور اختیار اس وجہ سے دیا کہ جس کو لینے کے لیے وہ راضی ہوا تھا وہ چیز تو موجود ہی نہیں ہے لہذا اس وجہ سے اس کو اختیار دیا جائے گا۔

باب خیار الرؤیة

سوال۔ اگر کسی شخص نے بغیر دیکھے کوئی چیز خریدی تو کیا حکم ہے؟

جواب۔ اگر کسی شخص نے بغیر دیکھے کوئی چیز خریدی تو یہ بیع جائز ہے اور مشتری کو اختیار ہوگا کہ جب وہ چیز کو دیکھے تو چاہے تو وہ پورے ثمن کے بدلے اس کو خرید لے چاہے تو رد کر دے۔

شوافع کا موقف مع دلیل۔

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ یہ عقد اصلاً ہی منعقد نہیں ہوگا کیونکہ مبیع مجہول ہے۔

احناف کی دلیل۔

ہماری دلیل حضور علیہ السلام کا فرمان ہے کہ جب کوئی شخص بغیر دیکھے کوئی چیز خریدے تو جب وہ اس کو دیکھے گا تو اس کو اختیار ہوگا۔

عقلی دلیل یہ ہے کہ مبیع کو نہ دیکھنے والی جو جہالت ہے وہ جھگڑے کی طرف نہیں لے کر جاتی کیونکہ اگر دیکھنے کے بعد اس کو پسند نہ آئے تو وہ واپس بھی کر سکتا ہے لہذا یہ بیع جائز ہے۔

سوال۔ اگر کسی شخص نے مبیع کو دیکھنے سے پہلے ہی رضامندی کہہ دیا تو کیا حکم ہے؟

جواب۔ اگر کسی شخص نے دیکھنے سے پہلے ہی رضامندی کہہ دیا پھر بعد میں مبیع کو دیکھا تو پھر اس کو اختیار دیا جائے گا کیونکہ خیار معلق ہے دیکھنے پر لہذا دیکھنے سے پہلے بیع تام نہیں ہوگی۔ اور فسخ حق اس وجہ سے ہے کہ یہ عقد ہوا ہی نہیں نہ کہ حدیث کی

تقاضے کی وجہ۔

سوال:- اگر کسی نے مبیع کو دیکھے بغیر آگے بیچ دیا تو کیا بائع کو بھی خیار ہو گا؟

جواب:- اگر کسی نے مبیع کو دیکھے بغیر آگے بیچ دیا تو بائع کو خیار حاصل نہیں ہو گا۔

امام اعظم علیہ الرحمہ کا ایک قول یہ ہے کہ بائع کو خیار دیا جائے گا۔ کیونکہ عقد کا لزوم زوال اور ثبوتاً دونوں طرح رضا کے ساتھ منعقد ہوتا ہے اور زوالاً اور ثبوتاً رضا مبیع کے اوصاف کو دیکھے بغیر ممکن نہیں لہذا اس کو خیار رؤیت دیا جائے گا۔

لیکن امام اعظم علیہ الرحمہ نے اپنے اس قول سے رجوع فرما لیا ہے اور فرمایا ہے کہ بائع کو خیار نہیں دیا جائے گا۔ اس کی دلیل یہ واقعہ ہے کہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کو فروخت کی تو حضرت طلحہ سے کہا گیا کہ آپ کو خسارہ ہوا ہے تو آپ نے کہا کہ میں نے بغیر دیکھے چیز خریدی ہے پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ کا نقصان ہو گیا ہے انہوں نے کہا کہ مجھے اختیار ہے کیونکہ کہ میں نے بغیر دیکھی ہوئی چیز بیچی ہے تو ان حضرات نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ کو اپنے درمیان فیصل بنایا تو انہوں نے حضرت طلحہ کے لیے خیار کو ثابت اور یہ واقعہ صحابہ کرام کی موجودگی میں

سوال: خیارِ رؤیت کب تک باقی رہتا ہے؟

جواب: خیارِ رؤیت کی کوئی مدت مقرر نہیں ہے یہ اس وقت تک باقی رہتا ہے جب تک اس کو باطل کرنے والی کوئی چیز نہ پائی جائے۔

سوال: خیارِ رؤیت کو کونسی چیزیں باطل کرتی ہیں؟

جواب: جن چیزوں سے خیارِ شرط باطل ہو جاتا ہے ان کے ساتھ خیارِ رؤیت بھی باطل ہو جاتا ہے، یعنی مبیع میں کوئی عیب آ جائے یا کوئی تصرف کر دیا جائے تو خیارِ رؤیت باطل ہو جائے گا

1۔ اگر تصرف ایسا ہے کہ جس کو اٹھانا ممکن نہیں جیسے کہ غلام کو آزاد کر دینا یا مدبر بنا دینا وغیرہ

2۔ یا پھر ایسا تصرف ہے کہ جو غیر کے حق کو لازم کر رہا ہے تو مثلاً مبیع مطلق کر دینا، رھن پر رکھ دینا، اجارے پر دے دینا وغیرہ ان دونوں صورت میں مبیع کو دیکھنے سے پہلے اور بعد دونوں میں خیار باطل ہو جائے گا۔

3۔ ہاں اگر ایسا تصرف ہے جو غیر کے حق کو لازم نہیں کر رہا مثلاً خیار کے ساتھ بیع کر دینا، یا ھبہ کر دینا لیکن قبضہ نہ دیا ہو تو اس صورت میں مبیع کو دیکھنے سے پہلے خیار باطل نہیں ہوگا کیونکہ اس میں اس کی رضا پر صراحت نہیں ہے۔

ہاں اگر مبیع کو دیکھ لیا تو پھر اس کا خیار باطل ہو جائے گا کیونکہ اس میں اس کے راضی ہونے پر دلالت پائی جا رہی ہے۔

بقیہ آگے لکھا ہوا ہے

Scanned with CamScanner

~~خیار الرؤیۃ~~ خیار الرؤیۃ

سوال :- اگر کسی شخص کھانے کے ڈھیر کی طرف دیکھا یا لپٹے ہوئے کپڑے کے ظاہر کی طرف دیکھا یا لونڈی کے چہرے کی طرف یا پھر جانور کے چہرے اور دبر کی طرف دیکھا تو کیا خیار الرؤیۃ حاصل ہوگا؟

جواب :- اس مسئلہ کے بارے میں اصول یہ ہے کہ پوری مبیع کو دیکھنا بیع کے لیے شرط نہیں ہے بلکہ مبیع کی طرف اتنا دیکھنا کہ جو مقصود کا علم دے دے کافی ہے کیونکہ کل مبیع کو دیکھنا متعذر ہے۔

اگر بیع میں کافی ساری اشیاء شامل ہوں اور وہ ایک دوسرے سے مختلف نہ ہو جیسا کہ مکیلی اور موزنی اشیاء تو ان میں سے کسی ایک کو دیکھنا کافی ہے، دیگر میں خیار رؤیۃ نہیں ہوگا ہاں اگر دیگر اشیاء اس ایک سے گھٹیا ہوں تو ان میں خیار رؤیۃ ہوگا

اگر بیع میں کافی ساری اشیاء شامل ہوں اور وہ ایک دوسرے سے مختلف ہوں تو پھر ہر ایک کو دیکھنا ضروری ہے جیسے کپڑے، جانور وغیرہ۔

اخروٹ اور انڈے کے بارے میں بعض حضرات کہتے ہیں کہ یہ متفاوت ہیں:
جبکہ بعض حضرات کے نزدیک متفاوت نہیں ہے۔

مسئولہ مسئلہ کا جواب :-

کسی شخص نے ڈھیر کی طرف دیکھا تو اس کو خیار نہیں ہوگا کیونکہ یہ مکیلی چیز ہے اس کے ظاہر کو دیکھنے سے ہی مقصود کا علم حاصل ہو جائے گا۔ ا

اس کو خیار نہیں ہوگا۔

* اسی طرح کپڑے کے ظاہر کو دیکھنا بھی کافی ہے کیونکہ اس سے مقصود کا علم حاصل ہو جاتا ہے لہذا خیار نہیں ہوگا۔ ہاں اگر مقصود کپڑے کا اندرونی حصہ ہو تو پھر کھول کر دیکھا جائے گا جیسا کہ نقش و نگار والی جگہ۔

* اگر غلام خریدتے وقت صرف اس کے چہرے کی طرف دیکھا تھا تو بھی خیار نہیں ہوگا کیونکہ انسان میں مقصود چہرہ ہوتا ہے اور اس کو دیکھ لیا گیا ہے۔

* جانور کے چہرے اور دبر کو دیکھ لیا تو خیار نہیں ہوگا کیونکہ جانور میں یہی مقصود ہوتا ہے، ہاں بس مقصود کی نوعیت کا ہی اعتبار ہوگا۔

سوال:۔ اگر کسی شخص نے گھر کے صحن کو دیکھا تو کیا اس کو خیار ہوگا؟

جواب:۔ اگر کسی شخص نے گھر کے صحن کو دیکھا تو اس کو خیار نہیں ہوگا اگرچہ اس نے کمروں کو نہ دیکھا ہو۔ اسی طرح اگر خارج دار کو دیکھا تو بھی خیار نہیں ہوگا۔

امام زفر علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ گھر میں داخل ہونا ضروری ہے۔

دونوں میں تطبیق:۔

قدوری کی عبارت میں جو مسئلہ ہے وہ ان کے اپنے دور کے اعتبار سے ہے کہ اس وقت گھر متفاوت نہیں ہوتے اور امام زفر علیہ الرحمہ کا قول آج کے اعتبار سے ہے کہ

آج کل گھر میں داخل ہونا ضروری ہے کیونکہ آج کل گھر
متفاوت ہوتے ہیں۔

سوال:۔ اندھے کی بیع و شراء کا کیا حکم ہے نیز کیا اس کو
خیار حاصل ہوگا کہ نہیں اگر ہوگا تو اس کا خیار ساقط
کیسے ہوگا؟

جواب:۔ اندھے کی بیع و شراء جائز ہے اور اس کے لیے
خیار رؤیت بھی ہوگا کیونکہ اس نے ایسی چیز کو خریدا
ہے جس کو اس نے دیکھا نہیں۔

اندھے کا خیار ساقط ہونے کی صورتیں:۔

اگر مبیع ایسی ہے جس کی معرفت ٹٹولنے سے حاصل ہوتی ہے
تو اس کا خیار ٹٹولنے سے ختم ہو جائے گا
اگر چیز کی معرفت سونگھنے کے ذریعے ہوتی ہے تو اس کا خیار
سونگھنے کے ذریعے ختم ہو جائے گا۔
اگر چیز کی معرفت چکھنے کے ذریعے ہوتی ہے تو اس کا
خیار چکھنے کے ذریعے ختم ہو جائے گا۔
اگر ایسی چیزیں ہوں جن کو منتقل کرنا ممکن نہ ہو تو
اس میں اس وقت تک خیار ختم نہیں ہوگا
جب تک اس کا وصف بیان نہ کیا جائے گا کیونکہ
وصف دیکھنے کے قائم مقام ہے جیسا کہ بیع سلم میں
ہوتا ہے۔
اس بارے میں امام ابو یوسف کا مؤقف یہ ہے
کہ اگر اندھا ایسی جگہ پر کھڑا ہو کر رضیت
کہے کہ اگر وہ بصیر ہوتا تو ضرور اس کو دیکھ لیتا

تو اس کا خیار ساقط ہو جائے گا۔
کیونکہ مقام عجز میں تشبیہ حقیقت کے قائم مقام ہوتی
ہے جیسے کہ گونگے کے حق میں ہونٹوں کو حرکت دینا
قراءت کے قائم مقام ہے۔
امام حسن بن زیاد فرماتے ہیں کہ وہ وکیل بنائے گا کہ
جو اس مبیع کو دیکھے گا۔ کیونکہ وکیل کا دیکھنا مشتری
کے دیکھنے کی طرح ہے۔

سوال: اگر کسی شخص نے دو کپڑوں میں سے ایک کو دیکھا
پھر دونوں کو خرید لیا اور دوسرے کپڑے کو بعد میں
دیکھا تو کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں مشتری کو خیار ہوگا اور
وہ دونوں کو رد کر سکتا ہے۔
خیار تو اس وجہ سے ہوگا کہ ایک کپڑے کو دیکھنا دوسرے
کپڑے کے اوصاف کا علم نہیں دیتا کیونکہ یہ متفاوت ہیں
لہذا خیار ہوگا۔
اور دونوں کپڑوں کو اس وجہ سے رد کر سکتا ہے کہ اگر ایک
کپڑے کو رد کرے گا تو تمام صفقہ سے پہلے ہی تفرق
صفقہ ہو جائے گا جو کہ جائز نہیں۔
کیونکہ اس کو ایک کپڑے میں خیار تھا اور خیار رؤیۃ
کے ہوتے ہوئے صفقہ تام نہیں ہو سکتا نہ ہی قبضہ سے پہلے
اور نہ ہی بعد۔

سوال: جس بندے کے لیے خیار رؤیۃ تھا وہ مر گیا تو کیا
حکم ہے؟

Scanned with CamScanner

جواب:۔ جس بندے کے لیے خیار رؤیۃ ہے اگر وہ مر گیا
تو اس کا خیار باطل ہو جائے گا کیونکہ خیار رؤیۃ میں
وراثت جاری نہیں ہوتی جیسا کہ خیار شرط میں
بیان کر دیا گیا ہے۔

سوال:۔ اگر کسی شخص نے کوئی چیز دیکھی پھر اس کو مدت
کے بعد خریدا تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔ اگر تو وہ چیز ان اوصاف پر باقی ہے جس پر
مشتری نے دیکھا تھا تو پھر خیار نہیں ہوگا۔
کیونکہ کسی بھی چیز کا علم اس کے اوصاف کے ذریعے
ہو جاتا ہے اور اوصاف کا علم رؤیت سابقہ کے ذریعے
حاصل ہے لہذا خیار نہیں ہوگا۔
~~اگر وصف عرفی بیرون تو خیار ہوگا~~،
اگر مشتری نے چیز کو متغیر پایا تو پھر اس صورت
میں خیار ہوگا کیونکہ سابقہ رؤیت اس کے اوصاف کا
علم نہیں دے رہی تو گویا کہ یہ ایسے ہی ہے جیسے اس نے
اس کو دیکھا ہی نہیں

تغیر کے حوالے سے عاقدین میں اختلاف ہو گیا
تو بائع کا قول معتبر ہوگا کیونکہ تغیر ایک نئی چیز ہے
اور لزوم کا سبب ظاہر ہے۔ ہاں اگر مدت زیادہ
گزر چکی ہے تو پھر مشتری کا قول معتبر ہوگا کیونکہ
اس صورت میں ظاہر مشتری کا گواہ ہے۔

سوال:۔ اگر وکیل اور قاصد نے مبیع کو دیکھا تو کیا مشتری
کا خیار رؤیت ساقط ہوگا یا نہیں؟

اس مسئلے میں وکیل سے مراد وکیل بالقبض ہے وکیل بالشراد نہیں کیونکہ وکیل بالشراد سے بالاتفاق خیار ساقط ہو جاتا ہے۔

امام صاحب کا موقف:-

امام صاحب فرماتے ہیں کہ اگر وکیل نے دیکھا تو مشتری کا خیار ختم ہو جائے گا لیکن اگر قاصد نے دیکھا تو خیار ساقط نہیں ہوگا۔

صاحبین کا موقف:- صاحبین کا موقف یہ ہے کہ وکیل اور قاصد دونوں کا دیکھنا برابر ہے مشتری کا خیار ختم نہیں ہوگا۔

صاحبین کی دلیل:- صاحبین فرماتے ہیں کہ موکل نے اس کو قبضہ کا وکیل بنایا ہے خیار کو ساقط کرنے کا نہیں لہذا جس چیز کا اس کو مالک نہیں بنایا گیا وہ مالک نہیں بنے گا۔ جیسا کہ خیار عیب، خیار شرط اور قصداً خیار ساقط کرنے میں ہوتا ہے۔

امام صاحب کی دلیل:-

قبضے کی دو اقسام ہیں ① قبضہ تام ② قبضہ ناقص

قبضہ تام میں وکیل کے دیکھنے سے خیار ساقط ہو جاتا ہے اور قبضہ ناقص میں خیار ساقط نہیں ہوتا

قبضہ تام یہ ہے کہ مبیع کو دیکھ کر قبضہ کرنا۔ قبضہ ناقص یہ ہے کہ بغیر دیکھے قبضہ کرنا

امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ موکل قبضہ کی دونوں اقسام کا مالک ہوتا ہے لہذا وکیل بھی دونوں اقسام کا مالک ہوگا تو جب موکل مبیع کو دیکھتے ہوئے اس پر قبضہ کرتا ہے تو خیار ساقط ہو جاتا ہے لہذا وکیل جب مبیع کو دیکھتے ہوئے قبضہ کرے گا تو خیار ساقط ہو جائے گا۔

قبضہ ناقص کی صورت میں جب وکیل نے بغیر دیکھے قبضہ کیا تو قبضہ ناقص کی وجہ سے توکیل پوری ہو گئی لہذا اب وکیل قصداً خیار کو ساقط نہیں کر سکتا۔

خیار العیب

سوال:- اگر مشتری مبیع میں کسی عیب پر مطلع ہوا تو کیا حکم ہے؟

جواب:- اگر مشتری مبیع میں کسی عیب پر مطلع ہوا تو اس کو خیار ہو گا چاہے تو جمیع ثمن کے بدلے اس کو خریدے چاہے تو رد کر دے

کیونکہ مطلق عقد سلامتی وصف کا تقاضہ کرتا ہے جب وصف فوت ہو گیا ہے تو مشتری کو خیار ہو گا تاکہ اس چیز کو لازم کرنے کے ساتھ جس پر مشتری راضی نہیں مشتری کو ضرر نہ ہو۔

لیکن یہاں مشتری کو یہ خیار نہیں ہے کہ مبیع کو بھی رکھ لے اور جو عیب ہے اس کی قیمت کم کرے

کیونکہ اوصاف کے مقابلے میں ثمن نہیں ہوتا۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ اگر مشتری کو یہ خیار دے دیا جائے تو اس وقت بائع مسمی سے کم میں مبیع کو اپنی ملکیت سے زائل کرنے پر راضی نہ ہو گا۔

اس مسئلہ میں بائع کو بھی نقصان ہے اور مشتری کو بھی ~~لیکن بائع کے ضرر کو دور کرنا ممکن ہے~~

مبیع کو رد کرنے کے ذریعے دونوں سے ضرر کو دور کرنا ممکن ہے۔

عیب سے مراد وہ عیب ہے جو بائع کے پاس ہو۔

سوال:- عیب کسے کہتے ہیں۔

جواب:- ہر وہ چیز جو عادت التجار میں ثمن کی کمی کا باعث بنے اس کو عیب کہتے ہیں۔

کیونکہ ضرر مال میں کمی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

سوال:۔ غلام کے لیے بھاگنا، بستر پر پیشاب کرنا، چوری کرنا عیب ہے یا نہیں؟

جواب:۔ غلام کے لیے بھاگنا، بستر پر پیشاب کرنا، چوری کرنا حالت صغر میں عیب ہے۔ بالغ ہونے کے بعد عیب نہیں ہاں اگر بالغ ہونے کے بعد دوبارہ یہ چیزیں پائی گئی تو پھر عیب ہے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ حالت صغر میں بائع کے پاس ظاہر ہو پھر حالت صغر میں مشتری کے پاس وہی عیب ظاہر ہو تو پھر مشتری کو رد کرنے کا اختیار ہے۔

کیونکہ یہ اس عیب کا عین ہے جو بائع کے پاس تھا بالغ ہونے کے بعد عیب اس وجہ سے نہیں کہ بالغ ہونے کے بعد ان کاموں کے اسباب الگ ہیں۔

حالت صغر میں پیشاب کرنا ضعف مثانہ کی وجہ سے ہے اور حالت کبر پیشاب کرنا کسی باطنی بیماری کی وجہ سے ہے، حالت صغر میں بھاگنا کھیل کود سے محبت کی وجہ سے ہے اور حالت صغر میں چوری کرنا لاپرواہی کی وجہ سے ہوتا ہے جبکہ یہ دونوں کام حالت کبر میں باطنی خباثت کی وجہ سے ہے

صغیر سے مراد وہ ہے جو عقل رکھتا ہے۔ اور جو عقل نہیں رکھتا تو وہ گمراہ ہے بھاگنے والا نہیں

سوال:۔ جنون عیب ہے یا نہیں؟

جواب:۔ جنون صغر میں ہمیشہ عیب ہے

اس کا مطلب یہ ہے کہ حالت صغر میں بائع کے

Scanned with CamScanner

پاس جنون ظاہر ہو پھر وہ مشتری کے پاس چاہے حالت صغر میں ظاہر ہو یا حالت کبر میں دونوں صورتوں میں مشتری رد کر سکتا ہے کیونکہ یہ عیب پہلے کا عین ہے کیونکہ دونوں حالتوں میں سبب متحد ہے اور وہ فساد عقل ہے

جامع صغیر کی اس عبارت مطلب یہ نہیں کہ مشتری کے قبضے میں جنون کا لوٹنا شرط نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو زائل کرنے پر قادر ہے یاں رد کرنے کے لیے جنون کا لوٹنا ضروری ہے ۔

سوال :۔ منہ کی بدبو اور بغلوں کی بدبو عیب ہے یا نہیں؟

جواب :۔ منہ اور بغلوں کی بدبو لونڈی میں عیب ہے غلام میں عیب نہیں ہے

کیونکہ لونڈی میں مقصود فراش ہوتا ہے اور یہ دونوں فراش میں میں خلل پیدا کرتے ہیں ۔

اور غلام میں مقصود خدمت ہوتی ہے اور یہ دونوں اس میں خلل پیدا نہیں کرتے یاں اگر غلام میں یہ دونوں چیزیں بیماری کی وجہ سے ہو تو پھر عیب ہے کیونکہ بیماری عیب ہے ۔

سوال :۔ زنا اور ولد الزنا عیب ہے کہ نہیں؟

جواب :۔ زنا اور ولد الزنا لونڈی میں عیب ہے غلام میں عیب نہیں ہے کیونکہ یہ لونڈی سے مقصود میں خلل پیدا کرتے ہیں اور وہ فراش اور طلب ولد ہے

جبکہ غلام سے مقصود کو حاصل کرنے میں مخل نہیں ہے اور وہ خدمت ہے یاں اگر غلام کی عادت ہو کو

پھر یہ عیب ہے کیونکہ پھر وہ اسی کام پر لگا رہے گا اور خدمت میں خلل ہو گا۔

سوال:- کفر عیب ہے یا نہیں؟

جواب:- غلام اور لونڈی دونوں میں کفر عیب ہے کیونکہ مسلمان کی طبیعت اس سے صحبت کرنے سے متنفر ہوتی ہے کیونکہ بعض کفارات میں کافر کو استعمال کرنا ممنوع ہوتا ہے پس رغبت میں خلل پیدا ہو گا اور ثمن میں کمی ہو جائے گی

* اگر کسی نے اس شرط پر غلام خریدا کہ وہ کافر ہے لیکن وہ مسلمان نکلا تو اس کو رد نہیں کر سکتے کیونکہ عیب زائل ہو گیا ہے جبکہ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ رد کر دے گا کیونکہ جن کاموں میں کافر کو استعمال کیا جاتا ہے مسلمان کو استعمال نہیں کیا جا سکتا لہذا شرط کا فوت ہونا عیب کے منزلہ میں ہے لہذا غلام کو رد کر سکتے ہیں۔

سوال:- اگر لونڈی بالغہ ہو اور اس کو حیض نہ آتا ہو یا پھر وہ مستحاضہ ہو تو کیا حکم ہے؟

جواب:- حیض کا نہ آنا یا خون کا مسلسل جاری رہنا عیب ہے کیونکہ خون کا نہ آنا یا مسلسل جاری رہنا بیماری کی علامت ہے

حیض کے نہ آنے میں بلوغت کی آخری عمر کا اعتبار کیا جائے گا۔ اور وہ عمر 17 سال ہے۔ یہ امام صاحب کے نزدیک ہے

صاحبین فرماتے ہیں کہ عمر ۱۵ سال ہے۔

خون کے بند ہونے اور جاری ہونے میں [illegible]

Scanned with CamScanner

اور زید کا قول معتبر ہوگا۔

سوال: جب مشتری کے پاس مبیع میں عیب پیدا ہو گیا پھر اس کو معلوم ہوا کہ مبیع میں ایک عیب بائع کے پاس بھی تھا تو کیا حکم ہے؟

جواب: اس صورت میں حکم یہ ہے کہ مشتری نقصان کو لے لے اور مبیع کو رد نہیں کر سکتا

کیونکہ اگر رد کریں گے تو بائع کو ضرر ہوگا کیونکہ مبیع بائع کی ملکیت سے سالم نکلا تھا اب اگر رد کریں گے تو وہ عیب دار ہو کر بائع کی ملکیت میں لوٹے گی۔

اور مشتری کے ضرر کو نقصان کو پورا کرنے کے ذریعے پورا کیا جا سکتا ہے۔

ہاں اگر بائع اس بات پر راضی ہو جائے کہ میں اس کو عیب دار لے لیتا ہوں تو پھر درست ہے۔

سوال: کسی نے کوئی کپڑا خریدا پھر اس کو کاٹ دیا پھر معلوم ہوا کہ اس میں عیب ہے تو کیا حکم ہے؟

جواب: مذکورہ صورت میں مشتری عیب کے ساتھ رجوع کرے گا بیع کو رد نہیں کر سکتا کیونکہ عیب کی وجہ سے بیع کو رد کرنا ممتنع ہے

ہاں اگر بائع کہے کہ میں اسی طرح قبول کرتا ہوں تو پھر کوئی حرج نہیں کیونکہ رد کا ممتنع ہونا بائع کے حق کی وجہ سے تھا جب وہ راضی ہے تو مشتری بیع کو رد کر سکتا ہے۔

ہاں اگر مشتری نے اس مبیع کو آگے بیچ دیا تو

پھر مشتری عیب کے ساتھ بھی رجوع نہیں کر سکتا کیونکہ
مبیع کو رد کرنا تو ممتنع نہیں ہے بائع کے راضی ہونے کی
وجہ سے لیکن مشتری نے مبیع کو آگے بیچ کر مبیع کو
بیع کے ذریعے روکنے والا بن گیا ہے لہذا اب وہ رجوع نہیں
کر سکتا ۔

سوال:۔ اگر مشتری نے کپڑے کو خرید کر کاٹ دیا اور سلائی کر دیا
یا کپڑے کو رنگ دے دیا، یا ستو کو گھی کے ساتھ ملا دیا
پھر وہ کسی عیب پر مطلع ہوا تو کیا حکم ہے؟

جواب:۔
مذکورہ تمام صورتوں میں مشتری عیب کے ساتھ رجوع
کرے گا
کیونکہ زیادتی کی وجہ سے مبیع کو رد کرنا ممتنع ہے

سوال:- اگر کسی نے انڈے، خربوزے، ککڑی، کھیرا اور اخروٹ خریدا پھر جب اس کو توڑا تو وہ فاسد نکلا تو اب کیا حکم ہے؟

جواب:- مذکورہ صورت میں اگر اس سے نفع حاصل نہیں کیا جا سکتا تو اس صورت میں مشتری جمیع ثمن کے ساتھ رجوع کرے گا کیونکہ یہ مال نہیں ہے لہذا بیع باطل ہے۔

اخروٹ کے چھلکا کا اعتبار نہیں کیا جائے گا کیونکہ اس کی قیمت گودے کے اعتبار سے ہے چھلکے کے اعتبار سے نہیں ہے۔

اگر فساد کے باوجود بھی اس سے نفع حاصل کرنا ممکن ہے تو اس صورت میں مشتری عیب کے ساتھ رجوع کرے گا۔

کیونکہ جس قدر ممکن ہے جانبین سے ضرر کو دور کیا جائے گا۔

امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ وہ بیع کو رد کر دے گا کیونکہ اس کو توڑنا بائع کے مسلط کرنے کی وجہ سے ہے لہذا رد کر دے گا۔

ان کا رد کرتے ہوئے کہا کہ رد نہیں کر سکتا کیونکہ مسلط ہونا مشتری کی ملک میں ہے بائع کی ملک میں نہیں لہذا یہ ایسے ہی جیسے کسی نے کپڑا خرید کر اس کو کاٹ دیا ہو۔

اگر بعض فاسد تھا تو استحساناً بیع جائز ہے کیونکہ کوئی بھی چیز قلیل فساد سے خالی نہیں ہوتی لہذا بیع جائز ہوگی ہاں اگر کثیر فاسد ہو تو پھر وہ کل ثمن کے ساتھ رجوع کرے گا کیونکہ یہ مال نہیں اور اس سے مال کو غیر مال کے ساتھ جمع کرنا لازم آئے گا۔